إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۶۸ | مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۱ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۴ رجب ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لاہور میں بخیریت ہیں ۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے کچھ عرصہ سے علاقہ بیٹ میں تبلیغی وفود بھیجنے کا سلسلہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ زمیندار فصل وغیرہ بونے میں مصروف تھے۔ مگر اب چونکہ زمیندار فارغ ہو چکے ہیں۔ اس لئے نظارت کی طرف سے پھر تبلیغی وفود کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلا تبلیغی حصہ جس میں دیگر کئی احباب کے علاوہ مولوی محمد علی صاحب بدوملہوی۔ ملک احمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر فضل دین صاحب اور ڈاکٹر بدر الدین صاحب بھی شامل ہیں۔ ۲۴۔ دسمبر علاقہ بیٹ میں روانہ کیا گیا۔ مؤخر الذکر تین معزز اصحاب ابھی ابھی افریقہ سے رخصت پر تشریف لائے ہیں ۔

مسلمانانِ کشمیر کی فوری ضروریات

اگر آپ آج امداد نہیں کرتے تو کل پچھتائیں گے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قلم سے)

مسلمانانِ کشمیر کی قربانیاں اور مسلمانانِ ہند کی ہمدردی

مسلمانانِ کشمیر کی بے نظیر قربانیوں۔ اور اس کے ساتھ مسلمانانِ پنجاب و دیگر صوبجات ہند کی ویسی ہی بے نظیر ہمدردی ایک ایسا دل خوش کن نظارہ ہے۔ کہ ہر مسلمان کے دل کو خوشی کے جذبات سے لبریز کر رہا ہے۔ اور وہ لوگ جو صورتِ حالات سے آگاہ اور واقف ہیں۔ جانتے ہیں۔ کہ قربانی کے ان شاندار مظاہروں کے نتیجہ میں

اللہ تعالےٰ کے فضل سے مسلمانانِ کشمیر کی غلامی کی زنجیریں کٹنے والی ہیں۔ اور مسلمانانِ ہند کی عظمت اُن کے مخالفین کے دلوں میں قائم ہو رہی ہے۔ لیکن اس خوشی کے وقت میں ہمیں ایک بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو یہ ہے۔ کہ جنگ ابھی جاری ہے۔ اور ایک تھوڑی سی غفلت اور سستی فتح کو شکست میں بدل سکتی ہے ۔

مسئلہ کشمیر کی موجودہ حالت اور اس کا اقتضاء

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر ہونے کے لحاظ سے مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ تمام مسلمانوں کو کھول کر اس وقت کی حالت بتادوں اس وقت ریاست کی طرف سے دو کمیشن مقرر ہیں۔ ایک مڈلٹن کمیشن فسادات کی وجہ اور ذمہ واری دریافت کرنے کے لئے اور ایک گلینسی کمیشن مسلمانوں کی تمام شکایات اور حق تلفیوں کی تحقیقات کے لئے۔ ان دو کمیشنوں کے علاوہ ایک کثیر تعداد مقدمات کی جموں کشمیر اور میرپور میں مسلمانوں کے خلاف دائر ہے۔ ان تینوں کاموں کے لئے اور مسلمان مظلومین کی امداد کے لئے جن میں مقتولین کی بیوائیں۔ اور یتامیٰ اور ماخوذین کے غریب رشتہ دار شامل ہیں۔ اور ہندوستان اور انگلستان میں پراپیگنڈا کے لئے ایک کثیر رقم کی ضرورت ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شاندار اور وسیع کام

اس وقت ہندوستان کے ایک مشہور عالم اہالیانِ کشمیر کی امداد کے لئے سری نگر میں کشمیر کمیٹی کی طرف سے تشریف رکھتے ہیں۔ دو وکیل اور ایک گریجویٹ دفتری کام کے لئے اور ایک کلرک سری نگر میں اور ایک وکیل جموں میں کام کر رہے ہیں۔ ایک اور وکیل دو تین دن تک جموں پہونچ جائیں گے۔ اور ایک وکیل کا میرپور کے لئے انتظام ہو رہا ہے۔ اور ایک یا دو وکیل زائد گلینسی کمیشن کے کاموں کی نگرانی کے لئے جلد بھیجنے اور ضروری ہیں اس وقت تک جو وکلاء جا رہے ہیں۔ وُہ مفت کام کر رہے ہیں لیکن ان کے اخراجات خورد و نوش، مکان اور کرایوں کا انتظام گواہیاں جمع کرنے اور ہر قسم کی معلومات کمیشن کے لئے مہیا کرنے کا خرچ نہایت کثرت سے اس وقت پڑ رہا ہے۔ اور کچھ ماہ تک یہ خرچ بجائے کم ہونے کے بڑھتا جائے گا۔ جموں میں سینکڑوں مسلمان گھر فاقے کر رہے ہیں۔ ان کے لئے ریلیف کی الگ ضرورت ہے اور پروپیگنڈا مزید برآں ہے۔ ان دنوں میں گورنمنٹ اور پریس کی تاروں کا خرچ ہی تین چار سو روپیہ ماہوار تک پہونچ جاتا ہے۔ انگلستان کی تاریں جو وہاں کے نمائندوں کو صورتِ حالات سے آگاہ کرنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ بہت سا خرچ چاہتی ہیں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آمد اور اخراجات

یہ کل اخراجات تین چار ہزار روپیہ ماہوار تک پہونچ جاتے ہیں۔ اور ان سب اخراجات کی ادائیگی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ذمہ ہے۔ جو اس وقت تک سب اخراجات ادا کرتی رہی ہے۔ اس وقت تک مسلم بنک آف انڈیا کے ذریعہ سے کل آمد اس کمیٹی کی ۴۶۰۰ کے قریب ہے۔ اور براہ راست آمد ایک ہزار کے قریب ہے۔ اس میں بھی ایک ہزار کے قریب رقم میری طرف سے۔ اور انجمن احمدیہ کی طرف سے ہے۔ مَیں ان سفروں پر جو اس کام پر مجھے کرنے پڑے۔ ہیں ذاتی طور پر اور اپنی جماعت کے دفتر کی طرف سے چار ہزار سے زائد رقم خرچ کر چکا ہوں۔ جو رقم نقدی کی صورت میں اس وقت تک کشمیر اور جموں بھیجی جا چکی ہے۔ وُہ پانچ ہزار سے اوپر ہے۔ اور جو کرایوں وغیرہ کی صورت میں یا مطبوعات کی صورت میں وہاں گئی ہے۔ اسے ملا کر سات ہزار کے قریب رقم کشمیر اور جموں پہونچ چکی ہے۔ تاروں۔ اشتہاروں۔ ٹریکٹوں۔ سفر خرچ۔ اور انگلستان کے پروپاگنڈا کا خرچ ملا کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا خرچ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اس کا فنڈ ۴۲۰۰ روپے کا مقروض ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ کام کا یکدم زور آ پڑا ہے۔ مزید قرض لینے کی بالکل گنجائش نہیں۔

بہی خواہانِ کشمیر سے اپیل

پس ان حالات کو پبلک کے سامنے لا کر میں تمام بہی خواہان کشمیر سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس وقت کی نزاکت کو سمجھ کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی امداد کی طرف متوجہ ہوں۔ چونکہ کشمیر میں خرچ کئی جگہ پر ہو رہا ہے۔ یعنی سری نگر میں جموں میں اور عنقریب میرپور میں بھی شروع ہوگا۔ اور پھر ہندوستان۔ انگلستان میں بھی۔ اس لئے سب روپیہ مرکزی فنڈ آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں آنا چاہیئے۔ اور اس کے حساب میں مسلم بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور میں جمع ہونا چاہیئے۔ اگر دس پندرہ دن کے اندر دس پندرہ ہزار روپیہ جمع نہ ہو سکا تو کمیٹی کو افسوس کے ساتھ امداد کا کام بند کرنا پڑے گا۔ وکلاء اور دُوسرے کارکن حسرت اور افسوس سے واپس آ جائیں گے۔ اور دونوں کمیشنیں یقیناً مسلمانوں کے لئے بجائے مفید کے مضر ثابت ہونگی۔ اب بھی روپیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے سخت نقصان ہو رہا ہے لیکن اگر فوراً روپے کی آمد شروع نہ ہُوئی۔ تو کام بالکل بند ہو جائیگا اور اس کی ذمہ واری مسلمانوں کے سر پر ہوگی۔

میں ہر بہی خواہ سے کہتا ہوں۔ کہ یہ حساب نہ لگائیں۔ کہ باقی شہروں کی رقم سے مل کر آپ کی رقم کافی ہو جائے گی۔ کیونکہ ممکن ہے۔ میری تحریک نے صرف آپ کے دل میں اور آپ کے شہر کے لوگوں میں ہی اثر کیا ہو۔ پس ہر شخص اس ہمت سے کام کرے کہ گویا سب کام اسی کے ذمہ ہے۔ آئندہ انشاء اللہ سب آمد کی اطلاع بذریعہ اخبارات بھی شائع ہوتی رہے گی۔ تاکہ سب کو آمد کا اندازہ لگانے کا موقعہ ملتا رہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات

گو مجھے افسوس ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کو باقاعدہ اخبارات میں شائع نہیں کیا جاتا رہا۔ لیکن ان بہت سے ریزولیوشنوں کو پڑھ کر جو متواتر سری نگر اور جموں کے پبلک جلسوں میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے شکریہ کے طور پر پاس ہوتے رہے ہیں۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا کام نہایت مفید اور ضروری ہے۔ اور اُوپر کی تشریح سے اس کی ضرورت خود آپ پر بھی واضح ہو گئی ہوگی۔

مسلم نمائندگانِ کشمیر کی طرف سے اپیل

میں یہ لکھ کر اس تحریک کو ختم کرتا ہوں۔ کہ ریاست کشمیر کے نمائندوں کی مجلس کے نیشنل سکرٹری کی طرف سے بھی ایک اپیل آئی ہے۔ جس میں کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کے لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مالی امداد کی اپیل کی گئی ہے۔ یہ اپیل الگ شائع کی جائے گی۔ سر دست میں اس اعلان کی اشاعت سے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اب مسلمانوں کا کام ہے۔ کہ اس کام کو ادھورا چھوڑ کر سب قربانیوں کو ضائع کر دیں۔ یا پورا کر کے اپنے بھائیوں کو آزاد اور اپنی عزت کو قائم کریں۔

خاکسار مرزا محمود احمد
صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آنریبل وائس پریزیڈنٹ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مظلومین کشمیر کی قانونی امداد کے لئے جو اپیل کی تھی۔ وُہ رائیگاں نہ گئی۔ اور مظلوم بھائیوں کی اعانت کا مسلم وکلاء کو احساس پیدا ہُوا۔ چنانچہ چودھری غلام مصطفٰے صاحب بیرسٹر گوجرانوالہ اور شیخ ظہور احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (دہلی دروازہ) لاہور نے اپنی گراں قدر خدمات اسلامیان کشمیر کی قانونی امداد کے لئے بلا معاوضہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پیش کر دی ہیں۔ ہر دو اصحاب کا یہ ایثار لائق صد تحسین و تعریف ہے۔

نمائشی اشیاء کے متعلق

اعلان

میں ان تمام معزز بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں۔ جنہوں نے اپنے قیمتی وقت کو صرف کر کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نمائشی اشیاء کو تیار کیا ہوگا۔ کہ وُہ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ایسی اشیاء روانہ فرما دیں۔ تاکہ ہمیں پندرہ دسمبر ۱۹۳۱ء تک مل سکیں۔ اور باقاعدگی کے ساتھ ان پر چٹیں وغیرہ لگ سکیں۔ اور درجِ رجسٹر ہو سکیں۔

چونکہ لجنہ اماء اللہ میں یہ تجویز پیش ہو چکی ہے۔ کہ جو اشیاء مقررہ تاریخ کے بعد ملیں ان کو نمائش میں نہ رکھا جائے۔ یا کم از کم انعامی مقابلہ میں نہ رکھا جائے۔ اس لئے بہنیں اس اعلان کو معمولی نہ سمجھیں۔

منتظمہ نمائش قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ ہند کی محبوب اسلامی ریاست کے خلاف مولوی ظفر علی کی فتنہ انگیزی

مسلمان کب تک اس مارِ آستین کو پالتے رہیں گے

مسلمانوں کا خطرناک دشمن

مولوی ظفر علی کا خمیر کچھ ایسی مسلم آزار مٹی سے اٹھایا گیا ہے۔ کہ اس کی ہر حرکت و سکون اور ہر فعل میں مسلمانوں کی بربادی کے ہزاروں سامان موجود ہوتے ہیں۔ اس شخص کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس اکیلے سے مسلمانوں کو جو نقصان پہونچا ہے۔ اس کے مقابل میں اغیار کی متحدہ مسلم آزاریاں ہیچ ہیں۔

تحریک کشمیر اور مولوی ظفر علی

پچھلی تمام کارروائیوں کا ذکر چونکہ ایک طویل داستان ہے اس لئے اسے نظر انداز کرتے ہوئے صرف تحریک کشمیر کے سلسلہ میں اس کی فتنہ انگیزیاں ہی ہمارے دعوے کی تصدیق کے لئے کافی ہیں مسلمانانِ کشمیر نے جب اپنی باعزت زندگی کے لئے کوشش کی۔ اور حقوق طلبی کے لئے مردانہ وار میدانِ عمل میں کود پڑے۔ تو مسلمانوں میں صرف یہی ایک شخص تھا۔ جو چند ٹکوں کی خاطر جہاں ایک طرف ڈوگرہ مظالم پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش میں مصروف رہا۔ مہاراجہ کشمیر کی شان میں مدحیہ قصائد تصنیف کرتا رہا۔ مسلمانوں پر مہاراجہ صاحب کی شرافت اور نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا الزام لگاتا رہا۔ دوسروں کا آلہ کار بنکر ریاست کے خلاف فتنہ انگیزی کرنے کا مجرم بتاتا رہا۔ اور یہ کہتا رہا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر دوسروں سے روپیہ حاصل کر کے فتنہ و فساد پیدا کر رہے ہیں۔۔ وہاں دوسری طرف یہ کہکر کہ اس تحریک کی وجہ سے "قادیانی اسلامی ریاستوں کے امن و سلامتی کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔" اسلامی ہندو قوم کو اشتعال دلاتا رہا۔ کہ وہ اسلامی ریاستوں میں شورش بپا کرنا شروع کر دیں۔

اسلامی ریاستوں کے ہندو

چونکہ ہندوستان میں جس قدر اسلامی ریاستیں ہیں۔ وہاں بسنے والے ہندو کشمیری مسلمانوں کے مقابلہ میں ہزار ہا درجہ امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور انہیں وہاں مسلمانانِ کشمیر سے بہت زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ اس لئے انہیں کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ اپنے فرماں رواکے خلاف اس قسم کی بے اطمینانی کا اظہار کریں۔ جو مسلمانانِ کشمیر میں پائی جاتی ہے۔

اسلامی ریاستوں کے خلاف فتنہ انگیزی کی تحریک

زمیندار کا باقاعدہ مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہیں۔ کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے ہندوؤں کو اس طرف متوجہ کیا۔ کہ وہ تحریک کشمیر کے مقابلہ میں اسلامی ریاستوں میں فتنہ انگیزی شروع کریں جس سے اس کا منشاء یہ تھا۔ کہ مسلمان اس رعب میں آکر کشمیری مسلمانوں کو درندہ صفت اور وحشی ڈوگروں کے رحم پر چھوڑ کر ان کی امداد سے دست بردار ہو جائیں۔ اور اس طرح اس تحریک کو مٹا کر یہ مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر سے چند پیسے وصول کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب کی قدمبوسی کے لئے کشمیر کو جاتے ہوئے جب یہ جموں میں پہونچا۔ اور وہاں کے مسلمانوں نے اس پر لعنتوں کی بوچھاڑ کی۔ تو مسلم نمائندگانِ جموں کے سامنے بھی اس نے اس تحریک کی مخالفت کی یہی وجہ بیان کی۔ کہ اس کے نتیجہ میں ہندو حضور نظام کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونگے۔

مولوی ظفر علی کی ان فتنہ انگیزیوں کا نتیجہ

اس کی باتوں میں آکر اگرچہ ہندو اس طرف متوجہ بھی ہوئے ہیں مگر چونکہ اسلامی ریاستوں میں بسنے والے ہندوؤں کو کوئی خاص شکایات نہیں۔ اس لئے وہ اس شرارت میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور ہندو اخبار مایوس ہو کر صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ "کشمیر کے حالات سے متاثر ہو کر انگریزی علاقہ کے چند ہندو نوجوانوں نے اسلامی ریاستوں کے ہندو باشندوں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق آواز بلند کی ہے۔ لیکن اول تو یہ جوش وقتی اور عارضی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے جب تک خود ان ریاستوں کے ہندو باشندے اس تحریک میں شامل نہ ہوں۔ اندیشہ ہے۔ کہ ان کے حقوق کی حفاظت نہ ہو سکے گی" (گورو گھنٹال ۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

ریاست حیدر آباد کے خلاف مولوی ظفر علی کی شرارت

مولوی ظفر علی نے یہ دیکھ کر کہ ہندو اس فتنہ انگیزی میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ جو اس کے پیش نظر تھی۔ اور اسلامی ریاستوں کے خلاف ابھی تک کوئی باقاعدہ محاذ قائم نہیں ہو سکا۔ اب خود اس طرف توجہ کی ہے۔ اور خود ہی اسلامی ریاستوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ہے۔ اور حیرت یہ ہے۔ کہ اپنی فطری نمک حرامی سے کام لیتے ہوئے سب سے پہلے اس اسلامی ریاست کو منتخب کیا ہے جس کا وہ برسوں نمک کھاتا رہا۔ اور جس کا والی اس پر ایک عرصہ تک عنایاتِ خسروانہ اور الطافِ کریمانہ کی بارش کرتا رہا ہے۔ اپنی ذات پر اس کے بے نظیر احسانات کو فراموش کر دینے کے علاوہ اس نے اس کا بھی کچھ خیال نہیں کیا۔ کہ اس والئی ریاست کی ذات گرامی مسلمانانِ ہند کو غایت درجہ محبوب ہے۔ نہ صرف سینکڑوں اسلامی ادارات اور انجمنیں بلکہ ہندو، سکھ، عیسائی سب بلا تمیز مذہب و ملت اس کی فیاضیوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ اور اس کی رحم دلی اور انسانی ہمدردی صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ بیرونی دنیا بھی برابر اس سے حصہ پا رہی ہے۔ ناظرین کرام غالباً سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ہماری مراد ہز اگزالٹڈ ہائی نس نظام الملک سلطان العلوم آصفجاہ ہفتم میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ خلد اللہ ملکہٗ والئے حیدر آباد دکن سے ہے۔

ریاست حیدر آباد اور ہندو

ریاست حیدر آباد میں غیر مسلموں کے ساتھ جو منصفانہ اور روادارانہ سلوک ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ آج تک وہاں کے ہندوؤں نے اپنے محبوب فرمانروا کے خلاف کسی قسم کی ایجی ٹیشن بپا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور انہیں اس کی ضرورت بھی کیا ہو سکتی ہے۔ جب انہیں وہاں ہر قسم کے حقوق حاصل ہیں حتیٰ کہ ریاست کا سب سے اعلےٰ عہدہ یعنی وزارتِ عظمیٰ بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔

مولوی ظفر علی کا زہر آلود مقالہ

لیکن ظفر علی نے یہ دیکھنے کے بعد کہ اس کی کئی ماہ کی مسلسل کوششوں اور اشتعال انگیزیوں کے باوجود اس طرح یہ نازاسلامی ریاست

کے خلاف کسی قسم کی ایجی ٹیشن شروع نہیں ہوئی۔ خود بخود ہی یہ مہم شروع کر دی ہے۔ اور اپنے رسوائے عالم اخبار زمیندار کی یکم دسمبر کی اشاعت میں اپنے نام سے جلی حروف میں ایک حد درجہ شرانگیز اور زہر آلود مقالہ شائع کیا ہے۔ جس میں یہ دشمن اسلام لکھتا ہے:۔

"اسلام کی رُو سے انسان آزاد ہے۔ اور ازبسکہ حیوان ناطق ہے۔ اس لئے اس کا نطق آزاد ہے۔ اس کی تقریر آزاد ہے اور جو طاقت آزادی کا یہ فطری جوہر اس سے چھین لینا چاہے اس کا مٹا دینا۔ یا اس کوشش میں خود مٹ جانا انسان کا اولین فرض ہے . . . . (حیدر آباد دکن میں) کوئی جلسہ عام نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک اس کے لئے پہلے سے سرکاری اجازت نہ حاصل کر لی جائے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ اجازت کھری کھری باتیں کہنے والوں کو نہیں مل سکتی۔ کوئی اخبار رائے عامہ کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتا۔ الا اس صورت میں کہ سچی بات کہنے کے ساتھ ہی اس کا گلا گھونٹ دیا جائے"۔

اسی پر بس نہیں۔ یہ فتنہ پرداز آگے چل کر لکھتا ہے کہ "حیدر آباد دکن کا امن اگر لوگوں کی زبان بندی پر موقوف ہے۔ تو اس امن کو صرف چند روز کا مہمان سمجھئے۔ ہندو کی زبان تو انگریز سے بند نہیں ہو سکتی۔ وہ بولے گا۔ اور ضرور بولیگا . . . . دکن کی خاک سے عنقریب وہ نوجوان اٹھیں گے۔ اور وہ عثمانیہ یونیورسٹی کے ارشد تلامذہ ہونگے۔ جو قلمرو آصفیہ کے گوشہ گوشہ تک حریت کا پیغام پہونچائیں گے۔ اور ان تالوں کو جو آج زبانوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اپنے مجاہدانہ ایثار سے کھول دیں گے"۔

یہ الفاظ کسی تبصرہ یا تشریح کے محتاج نہیں۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس شخص کی مسلم آزاریاں اب حد انتہا تک پہونچ چکی ہیں۔ کس دیدہ دلیری سے اسلام کا یہ سب سے بڑا دشمن ایک عظیم الشان اور محبوب اسلامیان اسلامی ریاست کے خرمن امن کو برباد کر دینے کی ناپاک کوشش کر رہا۔ اور ہندو قوم کی قوت گویائی کا شاندار الفاظ میں ذکر کر کے اسے حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے خلاف استعمال کرانا چاہتا ہے۔

مدعی سُست گواہ چُست

ہر شخص اپنی تکلیف کو دوسرے سے بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کا کام ہے۔ کہ جس چیز کو اپنے لئے نقصان دہ یا مضر سمجھے۔ اس کے خلاف آواز بلند کرے۔ جو گواہ مدعی سے بھی چست ہو۔ اسکی نیت بخیر نہیں ہو سکتی۔ اور وہ مدعی کا ہمدرد نہیں۔ بلکہ کسی اور جذبہ کے زیر اثر سمجھا جاتا ہے۔ جس طرح مسلمانان کشمیر نے اپنی تکلیف کا احساس کر کے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ اسی طرح اگر رعایائے دکن کو کسی قسم کی شکایت ہوتی۔ تو اس کا کام تھا۔ کہ اس کے خلاف احتجاج کرتی۔ انگریزی علاقہ میں بیٹھ کر مولوی ظفر علی کا خود بخود ہی اس قسم کی شرانگیزی کرنا یقیناً پرلے درجہ کی فتنہ انگیزی اور بے ہودگی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ مسلمان اس شخص کی اس قدر واضح اور علانیہ مسلم آزاریاں دیکھنے کے باوجود کب تک صبر و سکون سے یہ سب کچھ برداشت کرتے جائیں گے۔ اور اپنی سادہ لوحی کے باعث اس مارِ آستین کو کب تک پالتے رہیں گے۔

"زمیندار" کی اسلامی اور قومی شان

۱۳۔ جولائی کو مسلمانان کشمیر پر جو مصیبت نازل ہوئی۔ اس نے مسلمانانِ ہند کو تڑپا دیا۔ اور چونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ حکومتِ کشمیر وہاں کے نہتے مسلمانوں کو مٹا کر ہی دم لے گی۔ اس لئے ہندوستان کے مختلف حصص کے مسلمانوں کی طرف سے یہ آواز بلند کی گئی۔ کہ حکومتِ ہند مداخلت کر کے مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرے۔ زمیندار ۲۰ اگست ۱۹۳۱ء تسلیم کرتا ہے کہ اس قسم کے "بے شمار مراسلات" دو ہفتہ کے عرصہ میں اس کے پاس برائے اشاعت بھیجے گئے۔ لیکن "زمیندار" نے ان کو شائع نہیں کیا۔ جس کی اصل وجہ تو جو کچھ ہے۔ سب کو معلوم ہے۔ لیکن اس کا بیان یہ ہے۔ کہ "ان بے شمار مراسلات) میں سے ہم اکثر محض اس بناء پر شائع نہیں کر سکے۔ کہ گزشتہ پیہم تجربات نے ہمیں برطانیہ اور انگریزوں کی طرف سے قطعاً مایوس کر دیا ہے۔ اور اب زمیندار انگریزی سرکار سے **کوئی استدعا** اپنی اسلامی اور قومی شان کے خلاف تصور کرتا ہے"۔

ایک طرف تو زمیندار کی اسلامی اور قومی شان کا یہ عالم ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کو مظالم کی چکی میں پیسا جا رہا ہے ان کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ مگر اس کی "اسلامی اور قومی شان" یہ بے غیرتی گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی ایسی مراسلت اپنے صفحات میں شائع کر دے۔ جس میں حکومتِ ہند سے استدعا کی گئی ہو۔ کہ وہ غریب اور مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرے۔

لیکن دوسری طرف یہ حال ہے۔ کہ ۲۲۔ نومبر کو جماعت احمدیہ امرتسر نے وہاں سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اور محض یہ سنکر کہ قریبی مقامات کے احمدی بھی اس جلسہ میں شامل ہونگے۔ اس اخبار نے ۲۱۔ نومبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر "سپرنٹنڈنٹ پولیس امرتسر کا فرض" کے عنوان سے ایک "امن پسند شہری" کا یہ واویلا درج کرنے کے علاوہ۔ کہ "میں امرتسر کے تمام حکام پولیس کو عموماً اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب کو خصوصاً توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ اس عظیم الشان فتنہ کے انسداد کی فوری تدابیر اختیار فرما کر دور اندیشی اور معاملہ فہمی کا ثبوت دینے کے علاوہ اپنا فرض منصبی ادا کریں" ایڈیٹوریل نوٹ میں بھی "حکام کو مطلع" کیا۔ کہ یہ جلسہ نہ ہونے دیں۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے موقعہ پر اس کا "سرکار انگریزی سے کوئی استدعا کرنا اپنی قومی اور اسلامی شان کے خلاف" قرار دینا۔ اور سیرت النبی کے جلسہ ایسی معمولی سی بات کے لئے اسی سرکار انگریزی کے آگے گڑگڑانا اور ناک رگڑنا کیا معنے رکھتا ہے

ویدک دھرم کے عالمگیر نہ ہونے کا اعتراف

اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر ویدک دھرم میں علاوہ بے شمار دیگر مفید اصلاحات کر چکنے کے آریہ سماج نے یہ دعوے بھی کر دیا ہے۔ کہ ویدک دھرم عالمگیر ہے۔ اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی "وید پرچار" بھی شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ویدک دھرم میں تبلیغ اور دوسروں کو اپنے اندر داخل کرنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت نہیں۔ بلکہ سخت ممانعت ہے۔ جس کے لئے سنگین سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اور چونکہ یہ ایک ایسا نقص ہے۔ جو اس مذہب کی اہمیت کو گرا دیتا ہے۔ اس لئے ہندوؤں نے اسے دور کرنے کے لئے ویدک دھرم کے عالمگیر ہونے کا دعوے کرنا شروع کر دیا۔ اور عملی طور پر بھی طرح طرح کے لالچوں اور مختلف انواع و اقسام کے دام و ہمرنگ زمین پھندوں سے بعض سادہ لوح لوگوں کو اپنے دام میں پھانسنا شروع کر دیا ہے۔

لیکن فریب اور ریاکاری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور آج ہم ایک سرگرم اور کٹر آریہ سماجی اخبار کی تحریر اپنے اس قول کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم ہرگز ہرگز تبلیغی اور عالمگیر مذہب نہیں۔ مسلمانانِ کشمیر نے اپنے مطالبات میں ایک بات یہ پیش کی ہے کہ وہاں جو ہندو مسلمان ہو۔ اس کی جائداد کی ضبطی کا قانون منسوخ کر دیا جائے۔ اور اس پر کسی قسم کا تشدد نہ ہونا چاہیئے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے گورو گھنٹال (۱۰۔ دسمبر) لکھتا ہے:۔

"اس قسم کا مطالبہ اگر کسی ایسی قوم یا مذہب سے کیا جائے جو خود بھی تبلیغی ہو۔ تو ہم اس میں کوئی ہرج نہیں دیکھتے۔ مثلاً اگر مسلمان یا عیسائی۔ جو دونوں تبلیغی مذاہب ہیں۔ اپنے اوپر اس قسم کی پابندیاں نہ رکھیں۔ تو کسی کو شکایت نہ ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ دونوں تبلیغ کے ذریعہ اپنے مذاہب میں لوگوں کو شامل کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہندو چونکہ بذریعہ تبلیغ کبھی مسلمان کو ہندو نہیں بنا سکتے۔ اس لئے اُن کی اپنی حفاظت کا جو انتظام انہوں نے مدت سے کر رکھا ہے۔ اس میں انکی مرضی کے خلاف ہرگز تبدیلی نہ ہونی چاہیئے"

دیکھئے کس طرح صاف صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اسلام اور عیسائیت دونوں تبلیغی مذاہب ہیں لیکن ویدک دھرم نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ عالمگیر مذہب وہی ہو سکتا ہے جس میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ عظیم الشان اوصاف

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی لاہور میں تقریر

۸ نومبر لاہور کے جلسۂ سیرت النبی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پر معارف تقریر فرمائی۔ اس کا ایک حصہ ۲۴ نومبر کے پرچہ میں درج کیا جا چکا ہے۔ اس سے آگے ملاحظہ ہو۔ (ایڈیٹر)

اپنی جوانی کے زمانہ کے متعلق خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے۔ کہ دو مواقع ایسے آئے۔ کہ میں نے کوئی تماشا وغیرہ دیکھنے کا ارادہ کیا۔ جیسے داری وغیرہ کا کھیل ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی حکمت ہے۔ کہ سو گیا۔ تو آپ کی

جوانی ایسی پاکیزہ

ہے۔ کہ اور کہیں نظر نہیں آتی۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی کے واقعات عام طور پر معلوم نہیں ہوتے۔ مگر

آپ کی زندگی کے تمام حالات

پوری طرح محفوظ ہیں۔

اس کے بعد ہم آپ کی زندگی کے اخلاقی پہلو اور غرباء کی امداد کو لیتے ہیں۔ تو اس میں بھی آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ مکہ کے بعض اشخاص نے مل کر ایک ایسی جماعت بنائی۔ جو غریب لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور چونکہ اس کے بانیوں میں سے اکثر کے نام میں فضل آتا تھا۔ اس لئے اسے حلف الفضول کہا جاتا ہے۔ اس میں آپ بھی شامل ہوئے۔ یہ نبوت کے پہلے کی بات ہے۔ بعد میں صحابہؓ نے ایک دفعہ دریافت کیا۔ کہ یہ کیا تھی۔ آپ سمجھ گئے۔ کہ ان کا مطلب ہے۔ کہ آپ تو نبی ہونے والے تھے۔ آپ ایک انجمن کے ممبر کس طرح ہو گئے۔ جس میں دوسروں کے ماتحت ہو کر کام کرنا پڑتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ تحریک مجھے ایسی پیاری تھی۔ کہ اگر آج بھی کوئی اس کی طرف بلائے۔ تو میں شامل ہونے کو تیار ہوں۔ گویا

غرباء کی مدد

کے لئے دوسروں کی ماتحتی سے بھی آپ کو عار نہیں تھی۔ ایک غریب شخص نے ابوجہل سے کچھ قرضہ لینا تھا۔ اور وہ غریب سمجھ کے ادا نہیں کرتا تھا۔ وہ حلف الفضول کے لیڈروں کے پاس گیا۔ کہ دلوا دو۔ مگر ابوجہل سے کہنے کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا۔ آخر وہ شخص ان ایام میں جب آپ نبوت کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔ آپ کے پاس آیا۔ کہ آپ بھی حلف الفضول کے ممبر رہ چکے ہیں۔ ابوجہل سے میرا قرضہ دلوا دیا

یہ وہ زمانہ تھا جب ابوجہل

آپ کے قتل کا فتویٰ

دے چکا تھا۔ اور مکہ کا ہر شخص آپ کا جانی دشمن تھا۔ آپ فوراً اس کے ساتھ چل پڑے۔ اور جا کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا کون ہے۔ آپ نے فرمایا محمدؐ۔ وہ گھبرا گیا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ فوراً آ کر دروازہ کھولا۔ اور پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس غریب کا روپیہ کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا۔

ٹھہریئے ابھی لاتا ہوں

اور اندر سے روپیہ لا کر فوراً دیدیا۔ لوگوں نے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ کہ یہ ڈر گیا ہے۔ مگر اس نے کہا۔ میں تمہیں کیا بتاؤں۔ کہ کیا ہوا۔ جب میں نے دروازہ کھولا۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دائیں اور بائیں

دو دیوانے اونٹ

کھڑے ہیں۔ جو مجھے نوچ کر کھا جائیں گے۔ کوئی تعجب نہیں یہ معجزہ ہو۔ مگر اس میں بھی شک نہیں۔ کہ صداقت کا بھی ایک رعب ہوتا ہے غرضیکہ ایک غریب کا حق دلوانے کے لئے آپ نے

اپنی جان کو خطرہ

میں ڈالنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور اس طرح اپنے عمل سے دکھا دیا کہ غربت میں بھی انسان کے اندر کیسی اخلاقی جرأت ہونی چاہیئے۔

جب آپ نے حضرت خدیجہ سے شادی کی۔ تو اس وقت کوئی مال آپ کے پاس نہ تھا بعض لوگوں نے روایت کی ہے۔ کہ آپ کے والد نے پانچ بکریاں اور ایک دو اونٹ آپ کے لئے چھوڑے۔ اور بعض اس سے بھی انکار کرتے ہیں۔ بہر حال اگر ورثہ میں آپ کو کوئی جائداد ملی بھی۔ تو وہ ایسی قلیل تھی۔ کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ مگر پھر بھی آپ کی طبیعت میں حرص بالکل نہ تھی۔ اور

سیر چشمی

کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ اپنے حالات کے لحاظ سے آپ کے لئے حرص کی گنجائش تھی مگر

آپ کا لقب امین تھا

اس وقت بھی ممکن ہے۔ یہاں لاہور میں ہی سینکڑوں ایسے لوگ ہوں۔ جن کے پاس اگر کوئی امانت رکھی جائے۔ تو وہ اسے واپس کر دیں گے مگر دنیا انہیں امین نہیں کہتی۔ کیونکہ امین وہی کہلا سکتا ہے۔ جو خطرناک امتحانوں سے گزر کر بھی امانت کو قائم رکھے۔ اگر ایک شخص کے پاس لاکھ روپیہ ہے۔ تو ہمارا ایک ہزار اگر وہ واپس کر دے تو یہ کوئی خوبی نہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت مالی امتحانوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ اور باوجود اس کے آپ کے پاس سب کی مالی و جانی امانتیں محفوظ رہتی تھیں۔ اور آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ آپ کی طبیعت میں

بے حد استغنا تھا

حتیٰ کہ آپ کی قوم نے آپ کو امین کا خطاب دیدیا۔ آپ کو دولت بھی ملی۔ اور لاکھوں روپیہ آپ کے پاس آیا۔ مگر آپ نے اپنی حالت ویسی ہی رکھی ایک دفعہ صدقات کا کچھ روپیہ آیا۔ اور اسے تقسیم کرتے ہوئے ایک دینار کسی کونے میں گر گیا۔ آپ کو اٹھانے کا خیال نہ رہا۔ نماز پڑھنے کے بعد جب یاد آیا تو لوگوں کے اوپر سے پھاندتے ہوئے جلدی سے گھر گئے۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا بات تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس طرح ایک دینار رہ گیا تھا۔ اور میں چاہتا تھا جس قدر جلدی ممکن ہو۔ اسے تقسیم کروں۔ دولت ہونے کے باوجود آپ

غریبوں کے ساتھ

مل کر رہتے تھے۔ صحابہ کو شکایت تھی۔ کہ بعض ان میں سے امیر ہیں۔ آپ نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ

میں اور تم ایک گروہ میں

ہوں۔ تو مال و دولت کے باوجود آپ نے ایسی سیر چشمی اور استغنا ظاہر کی۔ کہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ کہ جو کچھ آتا۔ آپ خدا کی راہ میں تقسیم کر دیتے تھے۔ حالانکہ گھر کی حالت یہ تھی۔ کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کئی کئی مہینے ہمارے گھروں میں کھانا نہیں پکتا تھا۔ اونٹنی کا دودھ پی لیتے یا کھجوریں کھا لیتے تھے۔ یا کوئی ہمسایہ کھانا یا دودھ بھیج دیتا۔ تو وہ استعمال کر لیتے تھے اور کبھی فاقہ سے ہی رہتے تھے۔ اور یہ اس زمانہ کی حالت ہے جب کثرت سے مال و دولت آ رہی تھی۔

حیرت ہے۔ کہ اسی زمانہ زندگی کے متعلق

بعض عیسائی مصنفین

لکھتے ہیں۔ کہ آپ کے پاس دولت آئی۔ تو آپ بگڑ گئے۔ حالانکہ آپ کی حالت یہ تھی۔ کہ جب وفات پائی تو زرہ چند صاع جو کے عوض رہن تھی۔ غرضیکہ آپ پر غربت اور دولتمندی دونو زمانے آئے۔ مگر آپ نے

ہر حالت میں اچھا نمونہ

دکھایا۔ آپ کو روپیہ ملا۔ مگر پھر بھی آپ نے غربت کو قائم رکھا۔ آپ مجرد رہے۔ اور ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ کہ دنیا حیران ہے۔ آپ نے ۲۵ برس کی عمر میں شادی کی۔ جو عرب میں بڑی عمر ہے۔ کیونکہ وہاں ۱۶، ۱۷ برس کا آدمی پورا بالغ ہو جاتا ہے۔ اور اس عمر میں بھی جب آپ نے شادی کی تو چالیس سال کی بیوہ کے ساتھ۔ گویا اس زمانہ میں جو

امنگوں اور آرزوؤں کا زمانہ

ہوتا ہے۔ آپؐ نے ایسی عورت سے شادی کی جو اپنا زمانہ گذار چکی تھی۔ پھر شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری دولت آپ کے حوالہ کر دی۔ مگر آپؐ نے سب سے پہلا کام جو کیا۔ وہ یہ تھا کہ آپ نے

سب غلاموں کو آزاد

کر دیا۔ گویا جب آپؐ نے شادی نہ کی تھی۔ اس وقت بھی اعلےٰ نمونہ دکھایا۔ اور جب کی۔ تو بھی ایسا نمونہ دکھایا۔ کہ جس کی مثال نہیں ملتی ؛

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپؐ کی شادی پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ نو سال کی عمر میں شادی کی۔ جو ظلم ہے اوّل تو یہ بھی غلط ہے۔ عمر کے بارہ میں مختلف روایتیں ہیں۔ اور محقق یہی ہے۔ کہ اس وقت آپ کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ اگرچہ بعض روایتوں میں ۱۷ سال بھی ہے۔ لیکن تیرہ سال ہی صحیح ہے اور یہ بھی چھوٹی عمر ہی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ سب سے زیادہ تکلیف خود انہیں ہی ہو سکتی تھی۔ عیسائی مصنفین کو تکلیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ۱۳ سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ اور نو سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ گویا بائیس برس کی عمر میں ہی آپ بیوہ ہو گئیں۔ اس پر بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ آپ کی عمر اس شادی کی وجہ سے برباد ہو گئی ؛ مگر

حضرت عائشہ رضؓ کے دل کی گہرائیوں

کو ہم ٹٹولتے ہیں۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بہت گہرا نقش پاتے ہیں۔ سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ اور آپ کے پاس کثرت سے روپیہ آنے لگتا ہے۔ اور ثابت ہے۔ کہ ایک ایک دن میں لاکھ لاکھ روپیہ آپ کے پاس آیا۔ مگر آپ کی سادگی میں فرق نہیں آیا۔ اور آپ نے وہ سب کا سب شام تک تقسیم کر دیا۔ ایک دن صبح سے شام تک آپ نے قریباً ایک لاکھ روپیہ تقسیم کر دیا۔ اس پر ایک سہیلی نے کہا۔ آپ روزہ سے تھیں۔ افطاری کے لئے چار آنہ رکھ لیتیں۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ تم نے پہلے کیوں نہ یاد دلایا۔ اگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نقش

اس قدر گہرا نہ ہوتا۔ تو آپ روپیہ ملنے پر ضرور یہ طریق بدل دیتیں مگر حالت یہ تھی۔ کہ ایک دفعہ آپ میدہ کی روٹی کھانے لگیں۔ نرم نرم پھلکے تھے۔ مگر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور کسی عورت نے دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ میں اس لئے روتی ہوں۔ کہ اگر آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے۔ تو یہ

نرم نرم پھلکے

انہیں کھلاتی۔ غور کرو۔ یہ کتنا گہرا نقش ہے۔ کہتے ہیں۔ بیوہ وفات کے بعد مرنے والوں کو اس طرح یاد رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بتاتا ہے۔ کہ آپ کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز تھا۔ بعض بدباطن کہتے ہیں۔ آپ نعوذ باللہ عیاش تھے۔ کیا

عیاش لوگوں کی بیویاں

ان کی موت کے بعد اسی طرح ان کے ساتھ اظہارِ محبت کرتی ہیں وہ تو نفرت اور حقارت سے انہیں دیکھتی ہیں۔ اور ان کی موت کو اپنی نجات سے تعبیر کرتی ہیں۔ غرضیکہ شادی کے زمانہ میں بھی آپؐ نے نہایت اعلےٰ درجہ کا نمونہ دکھایا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ آپؐ بیویوں سے ایسا برتاؤ کرتے۔ جو محبت کے ازدیاد کا موجب ہو۔ حتیٰ کہ پیالہ کی جس جگہ منہ لگا کر وہ پانی پیتیں۔ بعض اوقات آپ بھی وہیں ہونٹ لگا کر پیتے۔ اور فرماتے۔ یہ محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اگر کسی اونچی جگہ چڑھنا ہوتا۔ تو آپؐ اپنے گھٹنے کا سہارا دیتے ؛

یورپ کے وہ نادان لوگ

جو آپ اعتراض کرتے اور کہتے ہیں۔ عورت کی عزت کے لئے یہ ضروری ہے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی بات دیکھتے ہیں۔ تو اسی کی بنا پر آپ کو عیاش کہہ دیتے ہیں ؛

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ اولاد ہو جانے کی حالت میں لوگ دوسروں کی خدمت اور ان کے حقوق کی حفاظت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ مگر آپؐ اس پہلو میں بھی اس قدر محتاط تھے۔ کہ ایک دفعہ صدقہ کی کھجوریں آئیں۔ حضرت امام حسن اس وقت بچہ تھے۔ آپ نے ایک کھجور منہ میں ڈالی۔ مگر آپؐ نے منع فرما دیا۔ اور کہا۔ یہ

غریبوں کا حق

ہے۔ غور کرو۔ آج کتنے لوگ ہیں۔ جو اس قدر احتیاط کرتے ہیں۔ بچوں کی بات پر عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے۔ نادان بچہ ہے۔ مگر آپؐ کی بڑھاپے کی اولاد ہے۔ اور زیادہ نہیں صرف ایک کھجور منہ میں ڈال لیتا ہے۔ مگر آپؐ اس کے منہ سے نکال لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ یہ غریبوں کا حق ہے فاطمہ آپؐ کی پیاری بیٹی تھیں۔ اور آپؐ کی اولاد میں سے صرف وہی زندہ رہیں۔ پھر اس کے علاوہ آپ ایسی نیک خو تھیں۔ کہ جس کی مثال چراغ لے کر ڈھونڈیں۔ تو نہ مل سکے گی۔ وہ نہایت افسردگی کی حالت میں آپؐ کے پاس آتی۔ اور اپنے

ہاتھوں میں چھالے

جو چکی پیسنے کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔ دکھاتی ہیں۔ اور عرض کرتی ہیں۔ کہ اب اس قدر مال و دولت آ رہی ہے۔ ایک غلام یا لونڈی مجھے بھی دیجائے۔ جو مجھے مدد دیا کرے۔ آپؐ جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ فاطمہ آؤ۔ اس سے بہتر چیز نہیں دوں۔ اور چند کلمات سکھا دیتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو

ایسے جذبات کا اظہار

کرتے ہیں۔ نرینہ اولاد تو آپؐ کی فوت ہو چکی تھی۔ اور اس لحاظ سے گویا آپ بے اولاد تھے۔ صرف ایک فاطمہ باقی تھی۔ وہ اپنی تکلیف کا اظہار کرتی۔ اور آپؐ یہ جواب دیتے ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں۔ کہ آپ ہر حالت میں بےنظیر انسان تھے ؛

دشمنوں کے ظلم سہنے میں بھی آپؐ نے کمال دکھایا۔ لوگ پتھر مار مار کر خون آلود کر دیتے ہیں۔ آپ پر لاکر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دیتے ہیں۔ جب آپؐ طائف میں تبلیغ کے لئے گئے۔ تو مکہ والوں نے انہیں پہلے ہی کہلا بھیجا۔ کہ ایک دیوانہ آتا ہے۔ ان ظالموں نے آپؐ کے پیچھے چھوٹے چھوٹے لڑکے۔ اور کتے ڈال دیئے۔ لڑکے پتھر مارتے تھے۔ پھر آپؐ جانتے ہیں۔ شکاری کتے کتنے سخت ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپؐ سر سے پاؤں تک زخمی ہو گئے۔ واپس آتے ہوئے خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ اگر چاہو۔ تو فوراً ان لوگوں کو سزا دی جائے۔ مگر آپؐ فرماتے ہیں۔ نہیں یہ لوگ نادانی سے ایسا کرتے ہیں۔ جب کبھی ضرورت پیش آتی آپؐ فوراً ان

دشمنوں کی امداد

کرتے۔ کوئی نہیں۔ جو آپؐ کے پاس اپنی حاجت لے کر آیا۔ اور آپ نے انکار کر دیا ہو۔ دشمن آتے۔ اور آپ ان کی ہر طرح خاطر داری کرتے۔ وہ شہر جہاں سے رات کے وقت چھپکر آپؐ کو بھاگنا پڑا۔ جہاں کے لوگوں نے آپؐ کے پیارے صحابہؓ کو اونٹوں سے باندھ باندھ کر چیر ڈالا۔ وہ لوگ جنہوں نے عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر انہیں شہید کر ڈالا۔ جلتی ریت پر ڈال ڈال کر ہلاک کیا۔ جب مغلوب ہونے کے بعد آپؐ کے پیش کئے گئے تو آپؐ نے فرمایا:-

لاتثریب علیکم الیوم

ایک شدید دشمن نے جبکہ آپؐ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اور آپؐ سو رہے تھے۔ تلوار ہاتھ میں لیکر آپؐ کو جگایا۔ اور کہا۔ اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ۔ اس لفظ کی عظمت اور

ایمان کی طاقت

سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اور آپؐ نے اٹھا کر کہا اب تجھے کون بچا سکتا ہے اس کمبخت نے آپ کے عمل سے بھی سبق نہ سیکھا۔ اور کہا آپ ہی چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں۔ آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور کہا جاؤ چلے جاؤ۔ غرض اس قدر ثبوت ہیں۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور

آپؐ کی زندگی میں ہر قسم کے نمونے

موجود ہیں۔ ایک جنگ میں آپ نے ایک عورت کو زخمی دیکھا۔ باوجودیکہ وہ جنگ میں شامل تھی۔ مگر آپ اس قدر غصہ ہوئے۔ کہ صحابہ کا بیان ہے۔ اس قدر غصہ کبھی نہ ہوئے تھے۔ جب بھی اسلامی لشکر باہر جاتا۔ آپ ارشاد فرماتے کہ عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ ناکاروں۔ بیماروں اور راہبوں۔ پادریوں وغیرہ پر ہرگز حملہ نہ کیا جائے۔ آپ قاضی تھے۔ مگر ایسے کہ کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا جرنیل تھے۔ مگر جنگ میں آپؐ سے کسی قسم کی غلطی آج تک ثابت نہیں ہو سکی۔ بلکہ

کئی فنونِ جنگ

آپؐ نے دنیا کو سکھلائے ہیں۔ آپ مبلغ تھے۔ مگر چڑچڑے نہیں۔ لڑائی یا سخت کلامی کرنے والے نہیں۔ مبلغین میں عام طور پر یہ شوخی اور تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر آپ میں یہ بات نہ تھی۔ بلکہ ہمیشہ محبت سے مخالفوں کی بات سنتے۔ صلح کے موقعہ پر آپؐ نے ایسی شرائط پر صلح کی۔

کہ اس سے نرم شرائط ممکن نہیں۔ مگر جنگ ایسی بہادری سے کرتے۔ کہ حنین کے موقعہ پر سارا لشکر بھاگ گیا۔ چونکہ اس موقعہ پر غیر مسلم حلیف بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اور ان میں اتنا جوش نہ تھا۔ اس لئے سب بھاگ گئے۔ صرف بارہ آدمی آپؐ کے ساتھ رہ گئے۔ اور ان میں سے بعض نے آپؐ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی۔ اور کہا۔ اس وقت یہاں ٹھہرنا

ہلاکت کے منہ میں جانا

ہے۔ مگر آپؐ نے فرمایا۔ چھوڑ دو۔ میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ اور ایسی خطرہ کی حالت میں بھی آپؐ انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب کہتے ہوئے آگے بڑھتے گئے

احد کی جنگ

میں ایک صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو خون سے تربتر تھا۔ ہر طرف سے اس پر حملے ہو رہے تھے۔ اور وہ اکیلا ہی سب کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جب میں نے قریب جاکر دیکھا۔ تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ایسے جری کے متعلق کون کہہ سکتا ہے؟ کہ آپؐ نے بزدلی سے صلح کی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہؓ سخت جوش میں تھے۔ ان کی تلواریں پھڑک رہی تھیں۔ مگر آپؐ نے فرمایا۔ کہ ہم صلح کریں گے۔

آپؐ نے تجارت بھی کی ہے۔ اور ایسی کہ حضرت خدیجہؓ کے غلام کہتے ہیں۔ ہم نے ایسا ایماندار کوئی نہیں دیکھا سب سے زیادہ نفع آپؐ کو ہوتا تھا۔ آپؐ کی چیز میں اگر کوئی نقص ہوتا۔ تو آپؐ خود ہی اس کو ظاہر کر دیتے۔ نتیجہ یہ تھا۔ کہ گاہک تلاش کر کے آپؐ سے مال خریدتے تھے۔ آپؐ کا

غریبوں اور چھوٹوں سے معاملہ

ایسا احسان کا تھا۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آپؐ کی گردن میں رسی ڈالدی۔ کہ مجھے کچھ مال دو۔ آپؐ نے اسے کچھ نہیں کہا بلکہ صرف یہ جواب دیا۔ کہ میں بخیل نہیں ہوں۔ اگر میرے پاس ہوتا۔ تو میں ضرور دیدیتا۔ اسوقت آپؐ کے دس ہزار صحابی آپ کے پاس موجود تھے۔ اگر آپ ذرا سا بھی اشارہ کر دیتے۔ تو وہ اس کی گردن اڑا دیتے۔ مگر آپؐ نے ذرا بھی خفگی کا اظہار نہیں کیا۔ غور کرو۔ کون ہے۔ جو اپنے چھوٹوں سے ایسا سلوک کرے

ایک دفعہ حاتم طائی کے قبیلہ کے لوگ آئے۔ تا حالات دیکھکر اندازہ کریں۔ کہ مسلمانوں سے صلح کر لینی چاہیئے۔ یا جنگ ان کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپؐ

نبی ہیں یا بادشاہ

اس نے دیکھا۔ کہ ایک بڑھیا آئی۔ اور آپؐ کو اپنے ساتھ علیحدہ لیجا کر کھڑی ہو گئی۔ اور دیر تک باتیں کرتی رہی۔ آپؐ اسکے پاس کھڑے رہے۔ اس سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ یہ شخص بادشاہ نہیں۔ نبی ہے۔ دوسری قوم کے سفراء پاس بیٹھے ہیں۔ مگر آپؐ اس وقت تک پوری توجہ سے ایک بڑھیا کی باتیں سنتے رہے۔ جب تک وہ خود نہ چلی گئی۔ پھر بڑے لوگوں نے بھی آپؐ سے باتیں کیں۔ مگر ان سے بھی ایسا نمونہ پیش کیا۔ کسریٰ نے اپنے گورنر کو کہلا بھیجا۔ کہ اس شخص کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دو اس نے اپنے آدمی آپؐ کے پاس بھیجے۔ انہوں نے آکر آپ سے کہا۔ کہ آپ چلیں۔ ہم کوشش کریں گے۔ کہ آپ کی جان بخشی ہو جائے۔ مگر انکار سخت نقصان کا موجب ہو گا۔ کسریٰ اسوقت

آدھی دنیا کا بادشاہ

ہے۔ اور وہ عرب کو تباہ کر دیگا۔ آپؐ نے جواب کیلئے ایک دن مقرر کیا۔ اور جب مقررہ وقت پر وہ جواب کیلئے آئے تو آپؐ نے فرمایا۔ جاکر اپنے گورنر سے کہہ دو۔ کہ

میرے خدا نے تمہارے خداوند کو مار ڈالا

ہے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا ہم دیکھیں گے۔ اگر آپؐ کی بات سچی ہوئی تو آپ بیشک نبی ہیں۔ چند روز کے بعد ایران سے ایک جہاز آیا۔ جس میں گورنر کے نام ایک خط تھا۔ جس پر نئی مہر تھی۔ وہ حیران ہوا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ کھولا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ اپنے باپ کے ظلموں سے تنگ آکر ہم نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس نے عرب کے ایک شخص کے متعلق ایسا

ظالمانہ حکم

دیا تھا۔ اسے بھی منسوخ سمجھو۔ غور کرو۔ کہ غریب بڑھیا سے تو وہ معاملہ ہے۔ اور کسریٰ جیسے جابر بادشاہ سے یہ کہ جاکر کہدو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔

غیر قوموں کے لوگوں سے سلوک

یہ ہے۔ کہ سلمان فارسی آتے ہیں۔ اور غیر لوگوں میں ہونیکی وجہ سے اجنبیت محسوس کرتے ہیں۔ آپ ان کی دلجوئی کا اس حد تک خیال رکھتے ہیں۔ کہ فرماتے ہیں۔ سلمان منا اہل البیت سلمان ہمارے رشتہ داروں سے ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ کو کس طرح امن میں سمجھتا ہو گا۔ غرضیکہ ہر شخص خواہ وہ کن حالات میں ہو۔ آپؐ کے متعلق کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ ہم میں سے ہیں۔

لیکن جو مثالیں میں نے اوپر پیش کی ہیں۔ ان کی بناء پر مسلمان تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ مگر ایک غیر مسلم کس طرح یہ کہہ سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ سب گذشتہ بزرگوں کی

ضروری اور اچھی تعلیم

اس میں ہے۔ اور اس لحاظ سے ہر غیر مسلم بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ محمدؐ ہم میں سے ہے۔ دوسرا ذریعہ یہ ہے۔ کہ آپؐ نے

تمام گذشتہ انبیاء کی تصدیق

کی۔ خدا تعالے نے آپؐ سے فرمایا۔ کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ اور جب ہر قوم میں نبی ہوئے ہیں۔ اور ادھر آپؐ نے فرمایا۔ کہ تمام انبیاء بھائی بھائی ہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت رام۔ کرشن۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ زرتشت۔ کنفیوشس سب کے بھائی تھے۔ اور اس طرح ہندوستانی۔ ایرانی۔ مصری۔ جاپانی۔ چینی ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ

محمدٌ منّا

کیونکہ آپؐ سب انبیاء کی اسی طرح تصدیق کرتے ہیں۔ جس طرح خود ان کے ماننے والے کرتے ہیں۔ پس اس قول میں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساری اقوام شامل ہیں۔ اور ہر ایک قوم کہہ سکتی ہے۔ کہ محمدؐ ہم میں سے ہے۔ بعض عیسائی آپؐ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ آپؐ ایک اچھے عیسائی تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ اچھے عیسائی۔ موسائی۔ بدھ سب کچھ تھے۔ کیونکہ آپ مسلمان تھے۔ اور

مسلمان کے معنے

ہی یہ ہیں۔ جو سب صداقتوں کو ماننے والا ہو۔ پس جہاں قرآن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے ہے۔ وہاں آپ کی زندگی کا ہر شعبہ اس دعویٰ کی دلیل ہے تیسری صفت جو قرآن کریم نے آپؐ کی بیان فرمائی وہ ہے۔ کہ

عزیزٌ علیہ ما عنتّم

تمہارے اوپر تکلیف اس پر گراں گذرتی ہے۔ عزیز کے معنی صرف شاق کا مفہوم ہی نہیں۔ بلکہ یہ عزت سے نکلا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمہیں بڑی چیز دیکھنا چاہتا ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ کہ کس طرح غیر قوموں کی تکلیف کے متعلق بھی آپؐ کا خیال رہتا تھا۔ اور کس طرح انہوں کو

اخلاق کے بلند مقام پر

آپ دیکھنا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی سے حضرت ابوبکرؓ کی گفتگو ہو رہی تھی۔ اس نے حضرت موسیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی۔ اور آپ نے اسے تھپڑ مار دیا۔ وہ شکایت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا۔ مجھے یونہی دوسروں پر فضیلت نہ دیا کرو۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ یہ پہلا زمانہ تھا۔ جب آپ واقعی اپنے آپ کو حضرت موسےٰ سے افضل نہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ آپ کو پہلے دن سے ہی اپنے مقام اور افضل ہونے کا علم تھا۔ اس میں تو آپؐ نے اپنی امت کو سبق دیا ہے کہ ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ جس سے

دوسروں کو تکلیف

ہو۔ دیکھو کس قدر

دوسروں کے احساسات کا احترام

مدنظر ہے۔ آپؐ نے بتایا۔ کہ میری فضیلت کا اظہار وعظ و نصیحت کے طور پر کیا کرو۔ لڑائی کے وقت یا غصہ کی حالت میں نہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ دوسروں کے بزرگوں کی عزت کرو۔ اور ان کی مذمت نہ کیا کرو۔ بلکہ قرآن نے تو غیر اللہ معبودوں کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ یعنی دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہا کرو۔ کیونکہ وہ نادانی سے خدا کو برا کہہ کر خواہ مخواہ عذاب کے پنجہ میں گرفتار ہونگے۔ کس قدر

انصاف کا خیال

ہے۔ پھر غیر یعنی دشمن سے سلوک یہ ہے۔ کہ فرمایا۔ لڑائی میں بھی انصاف کیا کرو۔ جتنی تعدی دوسرا تم پر کرتا ہے۔ تم بھی اتنی ہی کرو۔ اس سے زیادہ نہ کرو۔ اور جب دوسرا صلح کی درخواست کرے۔ تو خواہ لڑائی تمہارے ہی حق میں ہو۔ فوراً صلح کر لو۔ اور تاریخ میں کوئی مثال ایسی نہیں۔ کہ کسی نے

مسلمانوں سے صلح کی درخواست

کی ہو۔ اور انہوں نے انکار کر دیا ہو۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت علیؓ نے مسودہ لکھا کہ اس معاہدہ میں ایک طرف محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ کفار نے اس پر اعتراض کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ میں کس طرح مٹا سکتا ہوں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے یہ الفاظ کاٹ دیئے۔ حالانکہ صاف بات تھی۔ آپ کہہ سکتے تھے کہ یہ میرے دستخط ہیں تمہارے تو نہیں۔ مگر آپؐ نے

دوسروں کے احساسات

کا پورا پورا لحاظ رکھا۔ اور ہر حالت میں صلح کر لی۔

آپ جس وقت مبعوث ہوئے۔ اس وقت دنیا میں غلام عورت اور Depressed Classes ان تینوں پر سخت ظلم ہوتا تھا۔ آپؐ نے سب کو آزادی بخشی۔ آپ چونکہ عزیز علیہ ما عنتم تھے۔ اس لئے

اس ظلم اور تعدی

کو برداشت نہ کر سکے۔ اور جب تک سب کو آزاد نہ کیا۔ آپ کو چین نہیں آیا۔ اس زمانہ میں جبکہ غلام کو جان سے بھی مار دیا جاتا تو کوئی ظلم نہ سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ جو شخص کسی غلام کو مار یگا۔ تو اس کا غلام آزاد سمجھا جائیگا۔ پھر فرمایا جیسا خود کھاؤ۔ ان کو کھلاؤ۔ اور جیسا خود پہنو۔ ان کو پہناؤ۔ وہ کام ان سے نہ لو۔ جو خود کرنا پسند نہ کرتے ہو۔ مثلاً چیچھڑوں وغیرہ کا کام۔ اور جو کام انہیں دو۔ اس میں ان کی مدد کرو۔ اور اس طرح وہ تمام تکالیف جو غلاموں کو تھیں۔ آپؐ نے دور کر دیں

پھر غلاموں کے متعلق فرمایا۔ اما منا بعد و اما فداءً یعنی یا تو انہیں بطور احسان چھوڑ دو۔ یا تاوان وصول کر کے چھوڑ دو۔ غلامی صرف

جنگی قیدی کی صورت میں

جائز رکھی۔ اور دنیا میں کون ہے۔ جو جنگی قیدی کو بغیر تاوان لئے چھوڑ دے۔ آپؐ نے یہ فیصلہ فرما دیا۔ کہ ساری عمر کیلئے کسی کو غلام رکھنا قطعاً ناجائز ہے۔ اس وقت تک رکھ سکتے ہو۔ کہ جب تک وہ تاوان ادا نہ کرے اور یا اسے بطور احسان نہ چھوڑ دو۔ اور جنگی قیدی بنا لینے کا حکم دینے کی وجہ سے اسلام پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر سزا نہ رکھی جائے۔ تو ایک قوم یا خود مٹ جائے گی۔ یا دوسرے اسے مٹا دیں گے۔

پھر عورتیں فروخت کر دیجاتی تھیں۔ انہیں بطور ورثہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ لڑکیاں زندہ درگور کر دیجاتی تھیں۔

عورتوں کو بے حد ذلیل

اور بے عزت سمجھا جاتا تھا۔ مگر آپؐ نے فرمایا۔ خیر کم خیر کم لاھلہ اور اس طرح عورتوں پر تمام مظالم کا انسداد کر دیا۔ تفصیلات میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ یہ اصولی تعلیم ہے۔ لڑکیوں کے متعلق فرمایا جس کے پاس دو لڑکیاں ہوں۔ اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے۔ انہیں اعلےٰ اخلاق سکھائے۔ لکھائے۔ پڑھائے۔ اس کا

گھر جنت میں

ہوگا۔ ماؤں کے متعلق حکم دیا۔ کہ انہیں اف تک نہ کہو۔ بہنوں کو وارث بنایا۔ گویا عورتوں کی تکلیف بھی آپؐ سے نہ دیکھی گئی۔ اور ان کو بھی آزادی دی تیسری Depressed Classes ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ فلاں اعلےٰ و فلاں ادنےٰ ہے۔ خدا کے نزدیک مکرم وہی ہے۔ جو زیادہ متقی ہو۔ ان غریبوں کو جو مظالم کے پنجوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ یہ کہہ کر اٹھایا۔ کہ

خدا کے نزدیک معزز و مکرم

وہی ہے۔ جس کے اخلاق اعلےٰ ہوں۔ اور جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہو۔ غور کرو۔

کتنا عظیم الشان اعلان

ہے۔ چند ایک جملے ہیں۔ مگر تمام پست اقوام کو پستی سے نکالکر بلند ترین مقام پر کھڑا ہونے کا موقعہ بہم پہنچا دیا ہے۔ آج بھی ان اقوام سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص یہاں موجود ہو۔ تو میں اسے کہوں گا۔ کہ تمہاری تکلیف بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ دیکھی گئی۔ اور آپ کا دل

دکھا۔ اور آپؐ نے

تمہاری آزادی کا اعلان

بھی کر دیا۔ بعض اقوام قابلیت کے لحاظ سے اپنے آپ کو اعلےٰ سمجھتی ہیں۔ اور دوسروں کو اپنے سے ادنیٰ و حقیر۔ مثلاً آج کل امریکہ والے اپنے آپ کو Superman سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے اس تکلیف سے بھی روکنے کا انتظام کیا۔ اور فرمایا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منہم یعنی کوئی قوم اپنی ترقی کی وجہ سے دوسری کو کمتر نہ سمجھے۔ بالکل ممکن ہے۔ کل وہ گر جائے۔ اور دوسری بڑھ جائے۔ کیونکہ یہ سلسلہ دنیا میں ہمیشہ سے جاری ہے آج کوئی قوم ترقی کرتی ہے۔ اور کل کوئی۔ اس لئے ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ غرض ایسی

اعلیٰ درجہ کی مساوات

قائم کی۔ کہ دنیا جس ذلت میں پڑی تھی۔ اس سے اسے چھڑا دیا۔ اور یہ عزیز علیہ ما عنتم کی صفت کا ظہور ہے۔

چوتھی بات آپ کے متعلق یہ فرمائی۔ کہ حریص علیکم یہ بھی ایک

زبردست امتیاز

ہے۔ دنیا میں عام دستور ہے۔ کہ لوگ ایک اصول کو پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ دوسروں کو اس سے فائدہ ہوگا یا نقصان۔ آج کل طبیب لوگ ڈاکٹروں کی تحقیر کرتے ہیں۔ اور ڈاکٹر اطبا کی مذمت۔ ہومیوپیتھک والے ایلوپیتھی کو برا کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ جب خدا نے بعض چیزوں میں ایسی خصوصیات رکھی ہیں۔ کہ ذرا سی دوا سے فائدہ ہو جائے۔ تو یہ لوگ انسان کے دشمن ہیں۔ جو اتنی بڑی بڑی Doses دیتے ہیں۔ انہوں نے دنیا کی صحت کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ خدا تعالےٰ نے

سب چیزوں میں فوائد

رکھے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے کی صحت خراب تھی۔ انہوں نے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرایا۔ کوئی فائدہ نہ ہوا آخر حکیم نابینا صاحب سے علاج کرایا۔ اور انہیں شفا ہو گئی اسی طرح ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کو تکلیف تھی۔ انہیں بھی ڈاکٹروں کے علاج سے صحت نہ ہوئی۔ اور حکیم نابینا صاحب کے علاج سے وہ صحت یاب ہو گئے۔ پھر بعض مریض ایسے ہیں۔ کہ طبیب لمبا سال علاج کرتے رہے۔ مگر آرام نہ ہوا۔ اور ڈاکٹری علاج سے دنوں میں فائدہ ہو گیا۔ اگر انسان کی زندگی کی قدر ان لوگوں کے مدنظر ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ اپنے اپنے اصل کے ہی پیچھے نہ پڑے رہتے۔ بلکہ اگر ڈاکٹری علاج میں کوئی کوتاہی ہوتی۔ تو ڈاکٹر خود کہہ دیتا۔ کسی طبیب سے بھی مشورہ کر لو

اور طبیب ڈاکٹر کے پاس جانے کی رائے دیتا۔ لیکن حالت یہ ہے کہ مریض خواہ مرجائے۔ ہر ایک اپنی سائنس کو ہی برتر ثابت کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد

یہ ہے۔ کہ

بندوں کا فائدہ

ہو۔ یہ نہیں کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ تو خواہ ٹانگیں سوکھ جائیں ضرور کھڑے ہی ہو کر پڑھو۔ بلکہ بیٹھ کر۔ بلکہ ضرورت کے وقت لیٹ کر بھی پڑھ سکتے ہو۔ پھر یہ نہیں۔ کہ ضرور سال میں پچاس روپیہ صدقہ کرو۔ اگر نہیں تو ۲۵۔ ۲۰۔ ۱۵۔ ۱۰ جس قدر توفیق ہو کر سکتے ہو۔ اگر بالکل توفیق نہ ہو تو

دل کی نیکی

ہی کافی ہے۔ غرضیکہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ تم بھی بدل سکتے ہو۔ میں اس وقت تفصیلات چھوڑتا ہوں۔ آپ نے روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ سب کے لئے alternatives رکھے ہیں۔ صدقہ اور جہاد وغیرہ احکامات کے بغیر بھی انسان خدا تعالیٰ کو راضی کر سکتا ہے ایک دفعہ آپ جہاد پر جا رہے تھے۔ اور فرمایا بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو اگرچہ ہمارے ساتھ نہیں۔ مگر ہم کسی وادی میں نہیں ہوتے مگر وہ ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اور ثواب میں

برابر ہمارے شریک

ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تکالیف ہم اٹھائیں اور وہ ثواب میں ہمارے شریک ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ لولے لنگڑے۔ اندھے اور معذور لوگ ہیں۔ جو عدم شمولیت کی وجہ سے دلوں میں بے حد ملول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ثواب سے محروم نہیں رکھنا چاہتا۔ غرض آپ کی تعلیم میں

ہر انسان اور اسکی ہر حالت

کا علاج موجود ہے۔ یہ نہیں کہ خواہ کیسی مصیبت ہو۔ ایک خاص اصول کی پیروی ضروری ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے۔ کہ انسان کی نجات مقصود ہے پانچویں بات یہ فرمائی۔ بالمومنین رؤف رحیم۔ دنیا میں ایک مرض یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص دنیا پر یا کسی خاص قوم پر کوئی احسان کرتا ہے۔ تو پھر وہ توقع رکھتا ہے۔ کہ لوگ میرا شکریہ ادا کریں۔ میری قدر کریں۔ اور کہیں کہ آپ نے بڑا احسان کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بجائے ایسی امید اور توقع کے یہ رسول جو لوگ اس کی بات مانتے ہیں یہ خود ان کی خدمت کرتا ہے۔

احسان کر کے خود ممنون

ہوتا ہے۔ شکر کے مواقع پیدا کر کے خود مشکور ہوتا ہے۔ اور اس مقام پر وہی شخص کھڑا ہو سکتا ہے۔ جو خود بڑائی کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ بلکہ رسول ہو اور خدا کی طرف سے مجبور کر کے اس مقام پر کھڑا کیا گیا ہو

افسوس ہے۔ کہ اسوقت میں زیادہ تفصیل سے نہیں بول سکتا۔

کیونکہ ایک تو کمزوری محسوس ہونے لگی ہے۔ اور دوسرے میں دیکھتا ہوں دھوپ بھی زرد ہوتی جا رہی ہے۔ اور وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ پھر کئی ایک باتیں ہیں بیان کر چکا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ کئی لوگ اس پر

مزید غور کر کے اور نکات

بھی نکال سکتے ہیں۔ اگر کسی کے دل میں یہ تحریک یعنی اور غور کر کے نئی باتیں پیدا کرنے کی طرف توجہ ہو جائے۔ تو یہ بھی

بہت کامیابی

ہے۔ ورنہ پھر کبھی اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو خود ہی کسی موقعہ پر بیان کر دونگا۔ خاتمہ پر ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اختلاف دنیا سے کبھی مٹ نہیں سکتا۔ اور جب تک مسلمان اس کوشش میں رہیں گے۔ کہ

اختلاف مٹا کر صلح

کریں۔ وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ صلح اسی اصول پر ہو سکتی ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ کہ

اختلافات کو قائم رکھکر صلح کرو

پس اختلافات کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو چاہئیے۔ متحدہ امور میں اکٹھے ہو جائیں کیونکہ کامیابی کا صرف یہی راستہ ہے

جلسہ سالانہ کیلئے حفّاظ اور نظم خوان

شعرائے جماعت احمدیہ بھی توجہ فرمائیں

(۱) جلسہ سالانہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسب دستور دسمبر منعقد ہوگا۔ ان تین ایام میں روزانہ دو اجلاس کے حساب سے کل چھ اجلاس ہونگے۔ ہر اجلاس سے پہلے تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے لئے اثنائے تقاریر میں وقت رکھا جائیگا جماعت کے خوش الحان حفّاظ اور نظم خوان احباب جو جلسہ پر آنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اپنے نام جلد بھیجدیں۔ لیکن صرف ایسے احباب نام پیش کریں۔ جو صحیح طور پر قرأت اور تلفظ ادا کر سکیں اور اتنے کثیر مجمع میں پڑھنے سے طبیعت میں حجاب نہ محسوس کریں

(۲) اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے شعرا سے بھی مخاطب ہونا چاہتا ہوں۔ انہیں چاہئیے۔ کہ موقعہ کے حسب حال نظمیں لکھکر ۱۵ دسمبر تک دفتر میں روانہ کر دیں۔ سب سے اچھی دو نظموں کے پڑھنے کا موقع حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریروں سے پہلے دیا جائے گا۔ نظموں کے انتخاب میں نظارت دعوت و تبلیغ و کلی اختیار ہوگا۔ نیز نظم پڑھنے والوں سے قبل از ایام جلسہ نظمیں امتحاناً سنی جائیں گی

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی تبلیغی رپورٹ

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء

(بقیہ)

آنریری مبلغین

ایام زیر رپورٹ میں جناب مولوی عبد السلام صاحب عمر ابن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اور ملک عبد الرحمن صاحب خادم گجراتی بی اے ہر دو صاحبان ۱۷۔ ۱۸ اکتوبر بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ میں گئے۔ اور ملک صاحب موصوف نے غیر احمدی علما سے ایک زبردست مناظرہ کر کے مخالفین سلسلہ کے علما کو شکست فاش دی

تبلیغی اجتماعات

فیروزپور ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو قادیان سے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل۔ اور شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مناظرہ کے لئے فیروزپور بھیجے گئے تھے۔ مگر غیر احمدی مولوی صاحبان جن کے سرکردہ ممبر مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی تھے۔ احمدی نوجوانوں کی آمد کی خبر سنتے ہی فیروزپور سے چل دئے۔ ۱۳ اکتوبر ۸½ بجے رات جلسہ شروع ہوا۔ جس میں مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے۔ علمائے دیوبند کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دئے۔ اور ۱۲½ بجے رات کے جلسہ ختم ہوا۔ جس کا اثر بفضلہ پبلک پر اچھا رہا۔

(۲) **بھینی شرقپور** ضلع شیخوپورہ میں ایک اہم مناظرہ ۱۷۔ ۱۸ اکتوبر کو ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی عبد السلام صاحب عمر اور ملک عبد الرحمن صاحب خادم گجراتی بی اے۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب فاضل تھے۔ اور جماعت اہلسنت والجماعت کی طرف سے مولوی محمد شفیع اور حافظ احمد دین تھے۔ احمدی مناظرین کے دلائل اس قدر زبردست تھے۔ کہ مخالفین کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور اپنی ندامت کو شور و شر سے مٹانے لگے۔ سامعین بہت بڑی تعداد میں تھے۔ مناظرہ کامیاب رہا۔

(۳) **غوطہ فتح گڑھ** ضلع سیالکوٹ میں ۱۸۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو آریوں کا جلسہ تھا۔ آریوں کی طرف سے مہاشہ چرنجی لال صاحب ایڈیٹر اخبار آریہ مسافر نے اسلام اور گوشت خوری کے بعض احکام پر اعتراضات کئے مگر جن کا جواب دینے کے لئے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ اور مہاشہ محمد عمر صاحب نے مدلل جواب دئے۔ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اور غیر احمدی پبلک نے مہاشہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

(۴) **سلانوالی ضلع سرگودھا** میں [illegible] کو نہایت شاندار مناظرہ ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی چراغ دین [illegible]

مولوی نظام الدین صاحب ملتانی تھے۔ جس میں احمدیت کی ایسی بین فتح ہوئی کہ مخالف اور غیر مذاہب کے لوگوں نے بھی تسلیم کی۔

چنانچہ ۱۸ کس افراد پر مشتمل ایک خاندان جو عرصہ سے احمدیت سے دور ہو چکا تھا۔ اس نے دوبارہ بیعت کر لی۔

(۵) **موضع چیچاوطنی ضلع منٹگمری** میں ۹ تا ۱۱۔ اکتوبر غیر احمدیوں کا جلسہ ہوا۔ اور انہوں نے احمدیوں کو مقابل پر آنے کا چیلنج دیا۔ جو منظور کر لیا گیا۔ لیکن جب مولوی علی محمد صاحب اجمیری مہتمم تبلیغ حلقہ پہنچے۔ تو غیر احمدیوں نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ اور احمدیت کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا اس پر چیچاوطنی اور ارد گرد کے احمدیوں نے الگ جلسہ کر کے مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جواب دئے۔ جس کو غیر احمدی پبلک نے خوشی سے سنا۔ تمام غیر احمدی پبلک احمدیوں کے جلسہ میں آگئی۔ اور مولوی بھی نادم ہو کر آ گئے۔ حاضرین احمدیت کے متعلق بہت اچھا اثر لے کر گئے

میں اس موقعہ پر منشی محمود خان صاحب۔ اور چوہدری باغ دین صاحب اور ماسٹر علی محمد صاحب مسلم۔ چوہدری نور الدین صاحب ذیلدار اور ان تمام اصحاب کا جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ اس اثر کو قائم رکھنے کی کوشش کی جائیگی۔

(۶) **برہمن بڑیہ صوبہ بنگال**۔ میں ۲۲ تا ۲۴ اکتوبر جماعت احمدیہ کا جلسہ تھا۔ جس میں مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مبلغ علاقہ یوپی کے شرکت کی۔ اور تقریریں کیں۔

(۷) **کلانور ضلع گورداسپور** میں ۲۹۔۳۰ اکتوبر کو جلسہ ہوا۔ قادیان سے مولوی عبد الغفور صاحب۔ حافظ مبارک احمد صاحب۔ نہال [illegible] محمد عمر صاحب شیخ مبارک احمد صاحب اور مولوی دل محمد صاحب نے تقریریں کیں۔ غیر احمدیوں کے مردوں اور عورتوں نے ہلڑ بازی شروع کر دی کہ کوئی شخص تقریر نہ سنے۔ مگر باوجود اس ممانعت کے حاضرین جلسہ کی تعداد چار سو کے قریب تھی۔ جو اچھا اثر لے کر گئے

بعض جماعتوں کی تبلیغی کارگذاریاں

ایام زیر رپورٹ میں ۱۸ اضلاع میں سے ماہواری تبلیغی رپورٹیں پہنچی ہیں۔ ان میں سے بعض کا خلاصہ احباب جماعت کی آگاہی کے لئے درج ذیل ہے تمام نائب مہتمان تبلیغ اپنے اپنے ضلع کے تبلیغی کام کے ذمہ وار ہیں نیز ان کو ماہوار رپورٹ بھیجنی چاہئیے۔

(۱) **منٹگمری** (۱) سیانہ خورد ۳ جلسے ہوئے۔ ۳ دیہات میں انصار اللہ نے تبلیغی دورہ کیا۔ (۲) منٹگمری خاص میں ایک جلسہ ہوا مگر دیہہ میں انصار اللہ نے تبلیغی دورہ کیا۔ (۳) چک [illegible] کے احباب چیچاوطنی کے جلسہ پر ۹۔۱۰۔۱۱۔ اکتوبر کو ہوا کثرت سے شامل ہوئے۔

(۴) چک [illegible] کے غیر احمدیوں نے درخواست کی۔ کہ ہمارے چک میں مباحثہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کو منظور کر لیا گیا۔ مگر غیر احمدی مولوی مقابلہ کی تاب نہ لاسکا۔ اور خود غیر احمدیوں کے ہاتھوں ذلیل ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی علی محمد صاحب اجمیری تھے۔ غیر احمدی پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور اکثر لوگوں نے قادیان جلسہ پر آنے کی خواہش ظاہر کی۔

(۵) ضلع منٹگمری میں بڑے بڑے کام کرنے والی بارہ انجمنیں بنائی گئی ہیں انصار اللہ کی تعداد ۹۶ ہے۔

(۲) **سیالکوٹ** نائب مہتمم تبلیغ چوہدری محمد حسین صاحب پنشنر اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ماہ اکتوبر میں سیالکوٹ کی مجموعی تعداد انصار اللہ ۲۴۶ تھی۔ چار بار جلسے ہوئے۔ ۳۲ دیہات میں انصار اللہ نے تبلیغ کی۔ ایک غیر احمدی پیر صاحب سلسلہ میں داخل ہوئے۔ نیز ضلع ہذا کی اندرونی تنظیم تحصیل وار ہو چکی ہے

(۳) **گوجرانوالہ**۔ میں باقاعدہ تنظیم کے ماتحت ماہ اکتوبر سے کام شروع ہو گیا ہے۔ موضع تلے میں ۷ اصحاب داخل سلسلہ ہوئے میاں محمد بخش صاحب امیر نائب مہتمم تبلیغ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل گوجرانوالہ کی اندرونی تنظیم کر کے تحصیل مذکور کو ۸ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور تحصیل وزیر آباد کو ۵ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے

(۴) **ریاست بہاولپور**۔ انسپکٹر صاحب تبلیغ بہاولپور فرداً فرداً تبلیغ سلسلہ کا کام عمدگی سے سر انجام دے رہے ہیں۔ کئی لوگ احمدیت کے قریب آ رہے ہیں۔

(۵) **جالندھر** ۱۸ ہے تعداد انصار اللہ ۶ ہے ۲ دفعہ جلسے کئے گئے۔ اجرائے نبوت کے مضمون میں انصار اللہ کو ٹرینڈ کیا گیا) ۵ اشخاص جو مولوی حکیم فتح الدین صاحب کے زیر تبلیغ تھے داخل سلسلہ ہو گئے

(۶) **کراچی**۔ سکرٹری تبلیغ بابو عبد الحکیم صاحب ہیں۔ وہ عہد کرتے ہیں۔ کہ آئندہ ماہوار رپورٹ بھیجی جایا کرے گی۔ تبلیغ بصورت وفد شروع کر دیگئی ہے ۳ کس داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

(۷) **ہوشیارپور**۔ گڑھ شنکر چوہدری غلام جیلانی خانصاحب انسپکٹر تبلیغ نے بذریعہ موٹر ماہل پور کا تبلیغی دورہ کیا۔ (۲) پنام میں چوہدری منشی خانصاحب تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں (۳) سر طوعہ میں تعداد انصار اللہ ۲۰ ہے۔ ۴ دفعہ جلسے ہوئے۔ نبوت کے مضمون میں انصار اللہ کو مشق کرائی گئی۔ ۳ دیہات زیر تبلیغ رہے

(۸) **امرتسر**: (۱) بھوماں وڈالہ کے سکرٹری صاحب تبلیغ نے اپنے حلقہ کے ۳ گاؤں میں تبلیغ سلسلہ کرائی۔ خاص بھوماں وڈالہ میں ۱۱ اشخاص کو تبلیغ سلسلہ کی گئی (۲) حمزہ میں میاں کالو صاحب تبلیغ کر رہے ہیں۔ میاں عبد الحق صاحب نے وہاں ایک مناظرہ کیا (۳) مجیٹھہ بذریعہ ملاقات خاص خاص اشخاص میں تبلیغ سلسلہ کی گئی

(۹) **گورداسپور**۔ (۱) اٹھوال تعداد انصار اللہ ۲۳ ہے۔ ۵ دیہات زیر تبلیغ رہے۔ میاں محمد رمضان صاحب سکرٹری تبلیغ دلچسپی سے کام کر رہے ہیں۔

(۱۰) **سرگودہ**:۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی نائب مہتمم تبلیغ ضلع نے ۱/۱۱ کو ایک سرکلر جاری کر کے انسپکٹران تبلیغ حلقہ کو اپنے اپنے ماتحت مواضعات میں کام کرنے اور نگرانی کرنے کی طرف توجہ دلائی اور مقامی تبلیغی فنڈ کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلائی

(۱۱) **فیروزپور**:۔ اس ضلع کی جماعت نے تنظیم کی طرف توجہ نہیں کی جو قابل افسوس ہے۔ خاص فیروزپور میں ۱۹ انصار اللہ ہیں۔ ۵ دیہات میں تبلیغ کا کام ہوتا رہا۔ ۱۲ اکتوبر کو ایک پبلک جلسہ کر کے سلسلہ پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات دئے گئے

(۱۲) **کیمبل پور**:۔ اس ضلع کے نائب مہتمم تبلیغ مولوی غلام نبی صاحب نے ۲۲ نومبر کو سارے ضلع کے احمدیوں کا ایک جلسہ ہنڈوال میں منعقد کیا ہے۔ تاکہ اس تنظیم کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ اور ۴ تبلیغی مرکز۔ کیمبل پور خاص۔ بسال۔ پنڈی گھیب۔ پراہ مقرر کئے ہیں۔

(۱۳) **مظفر گڑھ**۔ اس ضلع کی تبلیغی تنظیم کی طرف تاحال نہ ضلع کی جماعتوں نے اور نہ ہی نائب مہتمم تبلیغ حلقہ نے توجہ کی ہے۔ میاں شمس الدین صاحب فرداً فرداً تبلیغ کر رہے ہیں اس حلقہ کے نائب مہتمم تبلیغ کو جلدی توجہ کرنی چاہیئے۔

(۱۴) **شیخوپورہ**۔ اس ضلع کی بھی تاحال تبلیغی تنظیم نہیں ہوئی۔ مہتمم صاحب علاقہ توجہ کریں۔ قصبہ شرقپور میں ایک اہم مناظرہ ہوا۔

(۱۵) **ملتان**: (۱) علی پور اس جماعت نے گلزار پور قصبہ ۱۳۔ جلال آباد قصبہ ۱۶۔ ٹاٹے پور راوان۔ کبیر والہ۔ نبی پور بستی پور ۹ مقامات میں تبلیغ کی جزاہم اللہ (۲) حسن پور کے انصار اللہ پوری محنت سے تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ۱۰ اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔

(۱۶) **سکھر صوبہ سندھ**۔ ۸ انصار اللہ ہیں۔ ایک دفعہ جلسہ ہوا ۸ مقامات میں تبلیغ سلسلہ ہوئی ۱۶ اصحاب داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے

(۱۷) **ریاست اودے پور**۔ میواڑ میں حاجی عبد اللہ عرب صاحب فرداً فرداً سلسلہ کا پیغام دلی جوش کے ساتھ پہونچا رہے ہیں۔

(۱۸) **جہلم**:۔ اس ضلع کی تبلیغی تنظیم ہو کر مولوی محمد سعد الدین صاحب نائب مہتمم تبلیغ تجویز ہو چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی تبلیغی ذمہ واریوں کو محسوس کر کے جلد کام شروع کر دیں گے

(۱۹) **مرشد آباد صوبہ بنگال**۔ بھرت پور میں مکرمی محمد طبیب اللہ صاحب امیر جماعت جوش و اخلاص سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ تبلیغ کا کام خاص تنظیم کے ماتحت کیا جا رہا ہے۔ ۲ کس داخل سلسلہ ہوئے۔

(۲۰) **لائل پور**۔ جڑانوالہ اور ارد گرد کے احمدی اپنے انسپکٹر صاحب تبلیغ کے احکام کے ماتحت محنت سے تبلیغ کر رہے ہیں ۱۷ کس داخل سلسلہ ہوئے۔

نوٹ

میں دیکھتا ہوں کہ تبلیغی کام سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے ذمہ دار احباب تبلیغی رپورٹیں بھیجنے میں لاپرواہی کرتے ہیں۔ جو مناسب نہیں ہے

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

جماعت احمدیہ دہلی کی طرف سے

جناب خان صاحب چودھری نعمت خان صاحب ڈسٹرکٹ وسشن جج دہلی کی خدمت میں ایڈریس

الفضل کے ایک گزشتہ پرچہ میں دہلی کے ہندو مسلمان معززین کی طرف سے جناب خان صاحب موصوف کے اعزاز میں دعوتوں اور مخلصانہ محبت کے اظہار کا مختصراً تذکرہ کیا گیا تھا۔ ذیل میں صاحب موصوف کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا ایڈریس درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اخینا مکرم و محترم۔ احباب جماعت احمدیہ دہلی و شملہ آنمکرم کی دہلی سے تبدیلی اور روانگی کے موقعہ پر اپنے دلی جذبات کے اظہار کیلئے آج اس جگہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے جذبات جن میں خوشی اور تکلیف دونوں کے آثار ظاہر ہیں۔ خوشی تو اس لئے کہ آپنے اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں اپنے افسرانِ بالا پر بخوبی واضح کر دیا۔ کہ آپ ایک نہایت ہی منصف مزاج اور فرض شناس افسر ہیں۔ اور انہوں نے پسند کیا۔ کہ آپکی خدمات دوسرے علاقہ کو دی جائیں۔ تا وہاں کی رعایا بھی اس انصاف پسندی سے حصہ پائے۔ جو آپکے وجود سے انہیں ملی مقدر ہے دوسرے خوشی کا یہ باعث ہی۔ کہ خدا تعالیٰ آپ جیسے مخلص انسان کو اس علاقہ کی جماعت احمدیہ میں شامل کرکے کوئی دینی خدمت لینا چاہتا ہی اور وہاں کی جماعتوں کو تقویت دینا چاہتا ہے۔ پس ہمیں کامل امید ہے۔ کہ وہاں کے احباب آپکی محبت الفت اور توجہ سے ویسا ہی وافر حصہ پائیں گے۔ جیسا کہ یہاں کی جماعت نے پایا۔

غم کی وجہ ایک فطرتی امر ہے۔ آپ ہم میں کئی برس رہے۔ اور ہر فردِ جماعت سے انتہائی محبت اور شفقت کا سلوک رکھا۔ پس یہ ایک فطرتی تقاضا ہے۔ کہ جب ایک مہربان اور مشفق اور بے انتہا محبت کرنیوالا بھائی ہم سے جُدا ہو رہا ہے۔ ہم غم محسوس کریں۔ جماعت احمدیہ دہلی آپکے وجود پر بجا طور پر فخر کرتی رہی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ آپ کی جُدائی سے جتنی بھی تکلیف محسوس کرے تھوڑی ہے۔

اخینا۔ ہمارا مقصد اسجگہ آپکے اوصاف حمیدہ گنوانا نہیں۔ اپنے تو اپنے غیر تک اس اثر سے متأثر ہیں۔ بلکہ ہم آپکو مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔ کہ آپ نے باوجود بہت سی مصروفیتوں اور ذمہ وار عہدہ پر فائز ہونے کے دینی خدمات کو بھی ہمیشہ مقدم رکھا۔ اور دین کے سب کاموں میں دلچسپی لی اور جماعت کو اپنے اسوۂ حسنہ سے ترغیب دی۔ کہ ایک احمدی باوجود اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے خدا کی طرف سے کبھی غافل نہیں ہو سکتا۔ اور خدا کے فرستادہ کی جماعت کا ویسا ہی مجاہد ہے۔ جیسے اور لوگ اور کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔

اخینا۔ آپنے امامِ وقت کی محبت اور اطاعت کا ہمیشہ وہ نمونہ پیش کیا ہی جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ منجملہ اُن کے ایک کا ذکر یہاں ضروری معلوم ہوتا ہی۔ اور وہ یہ کہ ۱۹۲۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت آپ نے حضرت اقدس کے مقرر کردہ کمیشن کی صدارت کرتے ہوئے نہایت محبت سے سلسلہ کے محکمہ جات کا معائنہ کیا اور اپنے بہت سے مفید مشوروں سے جماعت کو ممنون کیا۔ اور اصلاحیں پیش کیں۔ جو محکمہ جات میں جاری ہیں۔ پس آپکو مبارک ہو۔ کہ آپ سلسلہ کی خدمات بجا لانے میں اول صف میں کھڑے ہونیوالوں میں سے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست ؁ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اخینا۔ انبیاء کی جماعتوں کے لئے دنیاوی تحفے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اسلئے ہم اپنا ناچیز تحفہ آپکی خدمت میں چند الفاظ پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو ہر جگہ خوش و خرم رکھے اور دین و دنیا کی نعماء سے متمتع فرمائے۔ ہر بلا کو آپ سے دور رکھے اور ہر رحمت سے آپکو وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ ہماری دعائیں لئے جاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری دعاؤں میں شامل رہیں گے۔ خدا تعالیٰ آپ کا اور آپکے اہل و عیال کا محافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔ (ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ دہلی و شملہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن۔ ۲۴ نومبر۔ رٹز ہوٹل میں مسلم مندوبین کے ایک جلسہ میں سر آغا خاں نے اپنی اس گفتگو کا خلاصہ بیان کیا۔ جو دو شنبہ کو انہوں نے وزیر اعظم سے اور سر سیموئل ہور سے کی تھی۔ آپ نے کہا۔ کہ فیڈرل سب کمیٹی میں مسلم مندوبین کے شامل نہ ہونے کا مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ عموماً تمام معاملات جوں کے توں رہنے دیں۔ بلکہ وہ اپنی جماعت کے لئے صرف چند تحفظات کے طالب ہیں۔ دگرنہ وہ ذمہ وار حکومت کے مطالبہ میں دوسرے ہندوستانی مندوبین کے ساتھ بالکل متفق ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان صرف برطانوی حکومت کا آلہ کار بن گئے ہیں۔ جو اصلی اختیارات کو چھوڑنا نہیں چاہتی اور مسلمانوں کی مدد سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ سر سیموئل ہور نے پوچھا کہ اس سے مسلمانوں کا کیا مطلب ہے۔ کیا وہ صوبجاتی آزادی سے مطمئن نہیں ہوں گے۔ سر آغا خاں نے جواب دیا۔ کہ قطعی نہیں۔ اگر مرکزی ذمہ واری نہ دی گئی۔ تو مسلمانوں کو برطانوی حکومت کے رویہ کے خلاف اپنے زبردست احساس قومیت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ وہ ان تمام شکوک کو دور کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ برطانوی حکومت کا غلام بن کر رہنا انہیں پسند ہے۔ آپ حکومت کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ اس کا رویہ ایسا ہے۔ جو مسلمانوں کو انڈین نیشنل کانگرس کا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور کر دے گا۔ مزید براں۔ آپ نے کہا۔ کہ سمجھوتہ کا کوئی امکان اس وقت تک نہیں ہے۔ جبتک حکومت مرکزی ذمہ واری کے متعلق اپنے ارادوں کو صاف ظاہر نہ کردے۔ اگر ایک بار یہ اعلان کر دیا جائے۔ کہ حکومت مرکزی ذمہ واری دینے کو بالکل تیار ہے۔ بشرطیکہ فرقہ وارانہ مسئلہ طے پا جائے۔ تو ہمیں پوری امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائیگا۔ وزیر اعظم نے پوچھا۔ کہ اگر کانگرس دوبارہ سول نافرمانی کرنے کا فیصلہ کرے تو مسلمان کیا کریں گے۔ سر آغا خاں نے جواب دیا۔ کہ ہمارے اکثر نوجوان اس میں شریک ہو جائیں گے شاید یہ ممکن ہو۔ کہ مسلم زعماء اس میں غیر جانبدار رہیں۔ اور وہ بھی صرف اس حد تک کہ براہ راست کوئی عملی حصہ نہ لیں۔ سر آغا خاں نے اس بات کا اعادہ کیا۔ کہ اگر ہندوستان کو اصلی ذمہ واری نہ دی گئی۔ تو مسلمانوں کا برطانیہ پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو جائیگا۔ اس کے بعد وزیر اعظم نے پوچھا کہ حقیقتہً مسلمان کیا چاہتے ہیں۔ سر آغا خاں نے جواب دیا۔ کہ برطانوی حکومت ہندوستان میں اپنی طرف سے فرقہ وارانہ مسئلہ کا ایک فیصلہ نافذ کر دے۔ اور فوراً ہی وفاقی حکومت کے دستور اساسی کی تشکیل شروع کر دے۔ جس میں مدت انتقال اختیارات کے لئے مرکز میں تحفظات رکھدیئے جائیں۔

——— پوسٹماسٹر جنرل نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء سے اندرون ہند پوسٹ کارڈ کی قیمت ۳ پیسے (نو پائی) اور لفافہ کی قیمت پانچ پیسے کر دی جائیگی۔

——— ایسٹ اینڈ ویسٹ کارپوریشن لمیٹڈ نے لاہور سیالکوٹ اور امرتسر میں اپنے دفاتر کھول لئے ہیں۔

——— یکم دسمبر کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں سردار ارجن سنگھ نے ایک قرارداد پیش کی۔ کہ صوبہ بھر میں ۱۹۳۱ء کی فصل خریف کے مالیہ اراضی اور آبیانہ میں کم از کم پچاس فیصدی تخفیف کی جائے۔ چنانچہ یہ تجویز منظور ہو گئی۔

——— مدراس۔ ۳۰ نومبر۔ بعض بلدیات نے شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنے کے لئے کچھ سرمایہ الگ کیا تھا۔ حکومت نے انہیں لکھا ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیجا سکتی۔ اس بارے میں حکومت کے احکام ناطق اور فیصلہ کن ہیں۔

——— پشاور۔ ۳۰ نومبر۔ کمانڈر نوشہرہ بریگیڈ نے اعلان کیا ہے کہ چارسدہ سب ڈویژن بغاوت زدہ علاقہ ہے۔ اس علاقہ میں جانے والے مرد یورپینوں کو اپنے ہمراہ کار کے ڈرائیور کے علاوہ دو مسلح آدمیوں کو حفاظت کے لئے ساتھ لیجانا چاہیئے۔

——— چٹاگانگ یکم دسمبر۔ نئی آرڈیننس کے ماتحت دیہات میں اور شہروں میں احکام جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کہ کوئی شخص رات کے وقت گھروں سے باہر نہ نکلے اور نہ ہی انارکسٹوں کو پناہ دے فوج اور پولیس کی نقل و حرکت وسیع پیمانہ پر شروع ہو گئی ہے۔

——— لنڈن یکم دسمبر۔ گول میز کانفرنس کے کھلے اجلاس میں ٹھیک ۱۱ بجے وزیر اعظم نے ایک بیان پڑھ کر سنایا۔ جو کابینہ وزارت کی کامل منظوری سے تیار کیا گیا تھا۔ تقریر ۲۵ منٹ تک جاری رہی۔ وزیر اعظم نے کہا موجودہ حکومت نے مجھے اس بات کا اعلان کرنے کا اختیار دیا ہے کہ میں اس یقین کا اعادہ کروں۔ کہ گذشتہ اعلان بدستور قائم اور بحال ہے حکومت نے آل انڈیا وفاقی حکومت کے متعلق اپنے ارادے اور یقین کی مکرر تصدیق کر دی ہے۔ صوبہ سرحد کو مناسب سرحدی ضروریات کا پاس رکھتے ہوئے فی الفور گورنری صوبہ بنا دیا جائیگا اگر اقتصادی حالت تسلی بخش ہوئی۔ تو صوبہ سندھ بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ اور اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے ایک کانفرنس مرتب کی جائیگی۔ صوبجات میں ذمہ وار حکومت کی سکیم زیادہ آسان اور سادہ ہے۔ لیکن مندوبین نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے۔ کہ جب تک تمام ہند کے لئے ایک ہمہ گیر قانون مرتب نہ کیا جائے۔ دستور اساسی میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ وزیر اعظم نے مندوبین سے مکرر اپیل کی۔ کہ فرقہ دار مسئلہ کا تصفیہ خود کریں۔ ورنہ حکومت مجبور ہوگی۔ کہ کوئی عارضی سکیم نافذ کرے۔ کیونکہ اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس مسئلہ کی وجہ سے ترقی کا راستہ مسدود نہ کیا جائے۔ ہم معاملات کو مخصوص مسائل کے تصفیہ کی حدود تک لے آئے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مسائل پر کمیٹیوں کے ذریعے سے عمیق اور براہ راست غور و خوض کیا جائے آخر الامر تمام سکیم پر آخری تبصرہ اور نظر ثانی کرنے کے لئے دوبارہ کانفرنس کا اجلاس منعقد کرنا پڑے گا۔ حکومت کی تجویز ہے۔ فوراً ایک فرنچائز کمیٹی اور فیکٹ فائنڈنگ فنانس کمیٹی اقتصادی معاملات کی صحیح صورت دریافت کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ نیز ایک ایسی کمیٹی قائم کی جائے۔ جو بعض ریاستوں کے اقتصادی مسائل کی تحقیقات کرے یہ کمیٹیاں ممتاز برطانوی صدر کی قیادت میں کام کریں گی۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ دستور اساسی میں ایسی دفعات ہونی چاہئیں۔ جن سے تمام فرقوں اور جماعتوں کو اپنے تحفظ کا یقین ہو جائے۔ سخت جدوجہد کی گئی ہے۔ کہ فریقین کی کوششوں کا انجام کامیاب اور بامراد ہو۔

——— وزیر اعظم کے اعلان کے بعد مسٹر گاندہی نے صدر کے شکریہ کی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا۔ میں یہ تجویز نہایت مسرت کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ مجھ سے یہ توقع رکھنی چاہیئے کہ میں وزیر اعظم کے وزنی اعلان پر تبصرہ کروں۔ آپ کے اعلان پر ایک بار دو بار اور سہ بار بلکہ جتنی دفعہ ممکن ہوگا۔ غور کروں گا۔ اور کوشش کروں گا۔ کہ اگر اس میں کوئی پوشیدہ معنے پنہاں ہیں۔ انہیں سمجھ لوں۔ تو پھر کوئی نتیجہ قائم کرنے کے قابل ہو سکوں گا۔

——— نیو دہلی۔ ۲ دسمبر۔ آج مہاراجہ کشمیر نے متعدد مسلم لیڈروں کے ساتھ ملاقات کی۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کا ایک وفد بھی آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آج آپ کے ساتھ ہز ہائی نس مہتر چترال جنرل کلیگی۔ اور قونصل جنرل ایران نے ملاقات کی۔ ہز ہائی نس آج وائسریگل لاج سے چلے آئے ہیں۔ آپ ایک دن اور یہاں قیام کریں گے۔ کیونکہ کشمیر دربار نیو دہلی کی جدید توسیع کو تاحال ملاحظہ نہیں کر سکے۔ راجہ ہری کشن کول بھی ۸ تک ٹھہریں گے۔ اس کے بعد پارٹی سری نگر روانہ ہو جائیگی۔

——— لاہور۔ ۲ دسمبر۔ آج پنجاب کونسل کے اجلاس میں مسٹر احمد یار خان دولتانہ نے ایک ریزولیوشن پیش کیا۔ جس کا مقصد یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن اور اس کے کام کے سلسلہ میں تحقیقات کرنے کے لئے کونسل کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کرانا تھا۔ جو اس تحقیقات کے بعد بہتر کنٹرول کے لئے ضروری تجاویز کرے۔ اس ریزولیوشن میں وزیر تعلیم نے یہ ترمیم پیش کی کہ کمیٹی کا اختیار وزیر کو دیدیا جائے۔ اور جس طریقہ کی کمیٹی وہ چاہیں مرتب کر دیں۔ یہ ترمیم ممبران نے منظور کر لی۔ اور ریزولیوشن کثرت رائے سے پاس ہوا۔

——— لنڈن یکم دسمبر۔ مہاتما گاندہی جی ۵ دسمبر کی صبح کو لنڈن سے روانہ ہو جائیں گے۔

——— نئی دہلی۔ ۲ دسمبر ایسوشی ایٹڈ پریس کو اطلاع ملی ہے کہ سر محمد شفیع، نواب چھتاری کو سر فضل حسین کی جگہ جب کہ میاں صاحب دسمبر کے وسط میں کیپ ٹاؤن جائیں گے۔ مقرر کیا گیا ہے۔

——— مسٹر گاندہی نے گول میز کانفرنس کے کھلے اجلاس میں پھر دعویٰ کیا۔ کہ کانگرس تمام ہندوستان کی نمائندہ جماعت ہے لیکن افسوس ظاہر کیا کہ گول میز کانفرنس اور حکومت برطانیہ نے اس کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم نہیں کیا۔

——— دہلی۔ ۲ دسمبر۔ دہلی میں آج پولیس نے نوجوان بھارت سبھا کے دفتر پر چھاپا مارا۔ کئی گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)